UNIVERSAL LIBRARY

OU_226223

UNIVERSAL LIBRARY

تمام حقوق بحق کتبخانہ اسلامیہ امرتسر محفوظ ہیں +

ما کان للّٰہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہ

الحمد للّٰہ والمنۃ کہ

کتاب فیض انتساب در تردید مذہب عیسوی خصوصاً بجواب امہات المؤمنین المسمیٰ

خداوند کی ماں

(از تالیف)

م - ع - ا - بی اے

حسب فرمایش

شیخ عبد الرحمن صاحب اڈیٹر ضیاء الاسلام

سنہ ۱۹۰۶ء

رفیق عام پریس لاہور میں چھپی

تعداد جلد ۱۰۰۰ طبع اول قیمت ۳/ بلامحصولڈاک

چند قابل قدر کتابیں

تفسیر کبیر جلد اول کا اُردو ترجمہ

جو لوگ مذہب اسلام کے سچے اصولوں کو خلاف عقل خیال کرتے ہیں یا جن کو ان پاک اصولوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ان کو چاہیئے کہ امام فخر الدین رازی کی اس عظیم الشان تفسیر کا مطالعہ کریں۔ اس تفسیر میں قرآن کریم کی جملہ آیات کی تفسیر اصول فلسفہ اور سائنس سے کیگئی ہے جن آیات یا مسائل پر مخالفین اسلام نے اعتراض کئے ہیں یا جسقدر شکوک کسی آیت پر وارد ہو سکتے ہیں اُن کے جواب نہایت زبردست عقلی دلائل سے سوال و جواب کے طور پر دئے گئے ہیں بعض مشکل اور دقیق مضامین جیسے ثبوت واجب الوجود ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ۔ ثبوت ملائکہ و شیاطین سحر و معجزات کی تشریح بمعہ ثبوت ناسخ و منسوخ کی کیفیت حشر و نشر کا عقلی ثبوت۔ بہشت و دوزخ کا ثبوت اور ان کی ضرورت زمین و آسمان کے عجائبات کا انکشاف وغیرہ کو بالکل اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق حل کیا گیا ہے بعض مفسروں کے جھوٹے قصے اور من گھڑت روائتوں کی پوری قلعی کھولی گئی ہے۔ بعض مسائل پر متقدمین کے بحث و مباحثے اور ان پر امام رازی کی جرح و تعدیل قابل دید ہے۔ غرض تمام جہاں کے مفسر قرآن رازی کی طرز تحریر زبردست فلسفی دلائل کا لوہا مان گئے ہیں۔ جو طرز امام رازی نے ایجاد کیا ہے اسکا نمونہ ملنا بالکل محال ہے اسلئے اس تفسیر کے ہوتے ہوئے کسی دوسری تفسیر کی ضرورت نہیں صفحات ۵۲۶ قیمت للعہ

بدور السافرہ کا اردو ترجمہ

یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے امام ممدوح نے قرآن کریم کی ان جملہ آیات کو جنمیں حشر نشر حساب کتاب۔ پلصراط۔ حوض کوثر شفاعت۔ میزان۔ نشر اعمال بہشت دوزخ کا بیان ہے اسمیں جمع کرکے حدیث نبوی کیساتھ انکی تفسیر کردی ہے اس کتاب کے ۱۰۵ ابواب ہیں ہر ایک باب کا افتتاح آیت قرآن کریم سے کیا گیا ہے احوال مبتہج ہیں جاذب کتاب ہے صفحات ۲۸۶ تقطیع کلاں قیمت عہ

نذر

"اُمّ الالٰہ" مصنفِ اُمّہاتُ المومنین کی نذر ہے۔ اِس لئے کہ ہمیں یقین ہے کہ انزال روح القدس بصورت آتشیں زبان[1] دریدہ دہن مصنف مذکور میں ہوا۔ اور اُسنے اردو لٹریچر میں قابل نفرین اضافہ کیا۔ "اُمّ الالٰہ" سے اون کی اصلاح مقصود

---

[1] تحقیق :۔ بائبل کی خاص اعجازی اختراعوں میں سے "زبان" کی دلچسپ تاریخ بھی قابل ذکر ہے چنانچہ پیدائش باب ۱۱ میں اس طرح مذکور ہے کہ ابتدا میں لوگ صرف ایک ہی زبان بولتے تھے لیکن طوفان نوح کے بعد سب لوگ ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور ایکدوسرے سے کہنے لگے کہ آؤ ایک پختہ مینار بنائیں۔ جو آسمان کا جگر پہاڑتا ہوا بلند ہو۔ مدعا یہ تہا۔ کہ اگر دوبارہ طوفان آیا۔ تو اسپر چڑھ کر بچ جائیں گے چنانچہ اونہوں نے تعمیر کا کام شروع کردیا۔ مگر "یہوواہ" کو سخت فکر لاحق ہوا۔ کہ اب خیر نہیں اگر انسان اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا تو ایک نہ ایک دن آسمان پر چڑھائی کریں گے اور اللہ میاں سے اپنے باپ دادوں کا انتقام لینگے۔ اس لئے ان پر روح نازل ہوئی اور وہ سب دُنیا کی مختلف زبانیں بولنے لگے ایک تو سنسکرت کے شلوک پڑھتا تہا تو دوسرا یونانی زبان بولتا تہا۔ ایک لاطینی اور دوسرا عربی اور تیسرا فارسی اور علیٰ ہذالقیاس ایک عجب گڑبڑ مچ گئی کوئی ایک دوسرے کا مطلب نہ سمجھ سکتا تہا اور شاید وہ خود بھی نہ سمجھ سکتے ہوں۔ وہ حیران تھے یہ ہو کیا رہا ہے اور ہر ایک شخص متحیر تہا۔ کہ وہ کیا بکواس کر رہا ہے معمار نے

ہے۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں ملتے۔

(المؤلف)

آواز دی "پتھر" تو ایک شخص چونہ اٹھا لایا۔ حیرت تو یہ ہی کہ اس شخص نے کسطرح سمجھ لیا۔ کہ معمار "چونہ" مانگتا ہے۔ دنیا میں کونسی زبان ایسی ہے کہ پتھر کے معنی چونہ سمجھتے ہیں۔ یا پانی کو مٹی کہتے ہیں۔ غرض یہ کہ ایک نہائت ہی نامعقول قصہ ہے۔

یہ تو ہے پرانے عہدنامے کی دلچسپ حکائت نئے عہدنامہ میں کسی حضرت نے یہ واقعہ مختلف پیرائیہ میں اس طرح بیان کیا ہی کہ پنٹکسٹ (Pentcoast) کے دن گیارہ رسول یسوع کے پاس ایک جگہ جمع ہوئے اور مختلف ممالک کے یہودی اور یروشلم کے رہنے والے اونکا وعظ سننے کے لئے آئے یکایک اُن پر روح گیارہ آتشیں زبانوں کی صورت میں نازل ہو کر ہر ایک کے سر پر آبیٹھی اور وہ لگے مختلف بولیاں بولنے۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہی۔ اونہیں کیا معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہی۔ وہ شاید بابل کا واقعہ بھول گئے ہونگے۔ مگر حیرت یہ ہی کہ گیارہ رسول حیران نہ ہوئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آخر بعض اشخاص نے یہ کہکر کہ یہ نئی مے کے نشہ میں ہیں اونکا منہہ بند کیا۔ مگر حضرت پطرس بولے کہ ہم نشے میں نہیں کیونکہ ابھی پہر دن آیا ہی۔ یہ ایک نہائت دلچسپ قصہ ہے۔ اسپر ہم مفصل بحث شاگردان یسوع کے تذکرہ میں کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیکھو! ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی - اور اُس کا نام عمانوئیل رکھیں گے

عہد جدید میں (جو مقدس متی - مرقس - لوقا - یوحنا کی انجیلوں اور دیگر پرائیویٹ خطوط کا مجموعہ ہے) عہد عتیق (توریت) اور پرانے نوشتوں (صحف انبیاء) کے فقرات نقل کرکے یسوع ناصری کی نسبت پیش گوئیاں ظاہر کی گئی ہیں - چنانچہ اکثر مقامات پر واقعات کے ساتھہ لکھا ہے کہ "یہ اسلئے ہوا کہ جو کچھہ نبیوں نے کہا تہا - یا جو کچھہ پرانے نوشتوں میں لکھا تہا - پورا ہو"

پرانے نوشتوں اور پیشگوئیوں کا تذکرہ صرف اسی لئے کیا گیا ہے کہ ثابت ہو جاوے کہ یسوع ایک ایسا شخص تہا - جسکی سوانح عمری اوسکی ولادت سے صدہا سال پیشتر لکھی جا چکی تہی -

اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہودی ایک عرصہ سے ایک ایسے شخص کے منتظر تہے جسکی نسبت اونکی مذہبی کتابوں اور دیگر روائتوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ مثیل موسیٰ ہوگا - سردار قوم (سید القوم) ہوگا اور اُن تمام برکتوں کا وارث ہوگا - جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی اولاد پر کیں - اور وہ تمام عہد جو خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ سے باندہے اون کے پورا ہونیکا وقت اُس کے ظہور اور بعثت پر منحصر تہا - اور اسوقت کے بنی اسرائیل نہائت اشتیاق اور بے صبری کے ساتہہ منتظر تہے -

ہر ایک نبی سے جو حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں مبعوث ہوا - پہلا سوال یہی تہا - کہ تو[1] کون ہے؟ اور کیا تو وہی ہے جسکی آمد کا وعدہ عہد عتیق میں کیا گیا ہے چنانچہ یوحنا

---

[1] ملاکی نبی (باب ۳ - آئت ۱) دباب ۴ آئت ۵ اور یسعیاہ باب ۱۱ - آئت ۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ معہود کے پہلے ایک ایسے نبی کا ظہور ضروری تہا - جو مثیل الیاس ہو - اور عیسائی یوحنا کو مثیل الیاس کہتے

(یحییٰ) بپتسمہ دینے والے سے بھی یہی سوال کیا گیا اور جس طرح ہر ایک نبی نے نفی میں جواب دیا۔ یحییٰ نے بھی یہی کہا کہ ”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“ یہ مسلمہ اور یقینی امر ہے کہ مثیل موسیٰؑ کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ لیکن بنی اسرائیل آج بھی ویسے ہی منتظر ہیں جیسے وہ اُس زمانہ میں یا اُس سے پیشتر تھے مگر عیسائی دنیا میں اس معہود کو یسوعؑ ناصری کا وجود ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آیا۔ دُنیا میں رہا۔ اور گذر گیا۔ اگرچہ دنیا میں نظر آیا مگر بنی اسرائیل اُسے پہچان نہ سکے اور اِس لئے اُس پر ایمان نہ لائے۔ مگر اُس نے آنا تھا۔ اور آیا اور کچھ عرصہ زندہ رہکر مر گیا یا مارا گیا۔

کیا اب بنی اسرائیل کا انتظار بیفائدہ ہے؟ نہیں! معہود دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور اسوقت بنی اسرائیل کی آنکھیں کھلی ہونگی وہ اُسے پہچان کر ایمان لائینگے۔ کیا یہ سچ ہے اِسوقت کیا صحیح آثار اور علامات شناخت کا باعث ہونگی؟

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عہد عتیق کی پیش گوئیاں یا پرانے نوشتے جہاں تک اوسکا تعلق موعود کے ساتھ ہے۔ ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ عیسائی بھی اوس کی اُسیطرح منتظر ہیں جسطرح بنی اسرائیل۔

موجودہ زمانہ میں تو عیسائیوں اور بنی اسرائیل کی حالت یکساں ہے لیکن کیا آج سے ۱۹ سو برس پیشتر بھی یہی کیفیت تھی؟ بنی اسرائیل تو بلاشبہ اسوقت بھی اسیطرح منتظر تھے لیکن یسوعؑ کے شاگردوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اونہیں یقین تھا۔ کہ عہد عتیق کی پیش گوئیاں یسوعؑ کے حق میں کی گئی تھیں۔

بقیہ ۱ [illegible]

ہیں جو صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ یوحنا نے جب اون سے دریافت کیا گیا کہ تو الیاس ہو تو صاف انکار کیا دیکھو یوحنا باب ۱ آئت ۲۲۔ البتہ حضرت عیسےٰ مثیل الیاس ہو سکتے کیونکہ دونوں کے واقعات زندگی بہت مشابہ ہیں۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ دونوں آسمان پہ چلے گئے۔

• یہ تو ممکن ہے کہ یسوع کی نسبت بحیثیت ایک بزرگ نبی۔ اولوالعزم پیغمبر کچھہ نہ کچھہ عہد عتیق میں مذکور ہو۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ آیا یسوع وہی معہود تہا جسکے بنی اسرائیل منتظر تھے اور ہیں؟ اسکا جواب ہم مقدس متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا اور دیگر عیسائی رسولوں سے طلب کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا مقدس بزرگوں نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسے مفصل واقعات قلمبند نہیں کئے جنکا علم آئندہ نسلوں کے واسطے ضروری تہا۔ یہ چار کتابیں چند اوراق کے رسالے ہیں جنمیں ایک ہی واقعہ مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور انصاف تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایسے واقعہ کی صحت پر شبہ نہ کریں جسکی تائید یہ بزرگ کرتے ہیں؛ مگر بصورت اختلاف انصاف اس امر کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ ایسا واقعہ سفید جھوٹ۔ زمانہ مابعد کی ایزاد تحریف وغیرہ خیال کریں •

یہ چار کتابیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان کے مصنف مذکورہ بالا مقدس بزرگ تھے اور جنکی تصنیف یا تالیف روح القدس کی تائید سے ہوئی ہے ایسی ضخیم جلدیں نہیں کہ مصنف لکھتے وقت واقعات کو بھول جائے بلکہ ایسی مختصر تحریر ہے کہ دروغ گو کا حافظہ بھی غلطی نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں اگر اختلاف ہو۔ تو یقیناً ان کی شہادت غیر معتبر ہے۔

ان نوشتوں کو بجائے کتاب کے خط[1] کہنا زیادہ موزوں ہے مقدس یوحنا تو صاف صاف الفاظ میں اعتراف کرتا ہے کہ بیشمار ایسی باتیں ہیں۔ جو یسوع نے کیں اور لکھی نہیں گئیں اور اگر قلمبند

---

[1] مقدس لوقا کی انجیل تو بلا شک و شبہ ایک خط ہی جو بخدمت عالی مرتبت جناب "تھیوفلس" لکھا گیا ہے ڈاکٹر وہیڈن صاحب مفسر انجیل اس شخص کی نسبت لکھتے ہیں کہ غالباً حضرت لوقا کا مرید تہا اور جن الفاظ میں مقدس لوقا اسے مخاطب کرتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بڑا صاحب اثر اور امیر آدمی تہا۔ رسولوں کے اعمال بھی مقدس لوقا کی تصنیف ہیں اور یہ بھی ایک خط اسی تھیوفلس

کی جائیں تو اسقدر ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں کہ دنیا کی لائبریری میں سما نہ سکتیں (یوحنا۔ ۲۱۔ ۲۵)[ل]

اختصار پسند سوانح نگاروں نے کسی جگہ صراحتاً یا اشارتاً ذکر نہیں کیا کہ یسوع وہی موعود تہا جسکے منتظر بنی اسرائیل تہے اور کسی جگہ اِس دعوی کو اُن دلائل سے ثابت نہیں کیا جسے بنی اسرائیل تسلیم کرتے اور کسی مقام پر یسوع کے وجود میں اُن صفات کا تذکرہ نہیں کیا۔ جو معہود کی شناخت کا آسان ذریعہ تہا۔ اور جس سے بنی اسرائیل بخوبی واقف تھے۔ اور کسی طرح توریت کتاب استثنا باب ۱۸۔ آئت ۱۵ لغائت ۱۸ کی اس پیشگوئی کو کہ :۔

"اُون[ط] کے بہائیوں میں سے تجھہ سا نبی پیدا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منہ میں ڈالونگا (کیا یہ صحیح یا غلط ہے) ۔ اور جو کچھہ میں اُس سے کہونگا۔ وہ ان سے کہدیگا۔ اوسکی مانیو" (اعمال باب ۷۔ آئت ۳۷)"

یسوع پر عائد نہیں کیا اور نہ اوسکے واقعات زندگی ثابت کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی اُس کے حق میں کہی گئی ہے۔ مگر ہم اسجگہ اُن پیشگوئیوں پر بحث نہیں کرتے جنکا ذکر مقدس سوانح نگاروں نے پہلی چار کتابوں میں نہیں کیا۔ بلکہ صرف انہی پرانے نوشتوں پر غور کریں گے جنکا حوالہ مقدس متی اور دیگر سوانح نگار اپنے انجیلوں یا پرائیویٹ خطوط میں دیتے ہیں۔

مقدس متی (باب ۱۔ ۱۸۔ لغائت ۲۲) تحریر فرماتے ہیں :۔

"جب مسیح کی ماں مریم کی منگنی یوسف کیساتہہ ہوئی تو اِس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوں روح القدس

[illegible]

کے نام ہو اسمیں مقدس لوقا چند ایسے مقامات کا تذکرہ کرتا ہو۔ جو نواح روم دار السلطنت اٹلی میں واقع تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ تھیوفیلس اُنسے اچہی طرح واقف تہا اور یس لئے خاص روم کا باشندہ تہا (لوقا۔ ۱۔ آئت ۱۔ ۴۔ اعمال ۱۔ اور ۲۸۔ ۱۵)

کیا یہ تحریریں پرائیویٹ خطوط نہیں ؟ اور کیا ایسی حالتمیں انکی حیثیت الہامی کتاب ہو سکتی ہے۔

[ل] کیا یہ شاعرانہ مبالغہ ہے یا امر واقعہ کا اظہار ؟

[ط] مذکورہ بالا پیشگوئی میں بعض جگہ "تیرے درمیان" کا فقرہ بہی لکہا ہے۔ جو صریح تحریف ہے کیونکہ :۔ (درصفحہ

حاملہ پائی گئی تب اوس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور نہ چاہا کہ اوسکی تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ ان باتوں کی سوچ میں تھا۔ کہ خداوند کی فرشتہ

(۱) توریت استثنا باب ۱۰۔ آئت ۱۵ میں یہ فقرہ نہیں ہے اور یہ خدا تعالی کا کلام ہے

(۲) اعمال باب ۳۔ آئت ۲۲ میں یہ فقرہ نہیں ہے اور یہ پطرس حواری کا کلام ہے۔

(۳) اعمال باب ۷۔ آئت ۳۷ میں یہ فقرہ نہیں ہے اور یہ استفنس کا کلام ہے۔

(۴) معتبر ترجمہ توریت بزبان یونانی مسمی بہ سپٹواجنٹ (Sefotuagui Verotom) میں یہ فقرہ نہیں اور یہ ترجمہ یسوع کی ولادت سے تین سو سال پیشتر کا ہے۔

(ب) پیشگوئی مذکور میں بھائیوں سے مراد بنی اسمعیل ہیں کیونکہ:۔

(۱) یہ بات ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے درمیان سے یہ نبی موعود پیدا نہ ہوگا۔

(۲) بنی اسرائیل کو بحیثیت ایک قوم کے مخاطب کیا گیا ہے اسی قوم کے بھائی جنپر برکت کا وعدہ تھا وہ بنی اسمعیل ہی تھے (دیکھو پیدائش باب ۱۷۔ آئت ۱۲ + استثنا باب ۱۵۔ آئت ۷۔ استثنا باب ۱۸ آئت ۱۵)

(۳) بنی قطورہ اور بنی ادوم سے کوئی وعدہ برکت کا نہیں کیا گیا وہ مغضوب قومیں تھیں۔ اس لئے یہ پیشگوئی صرف بنی اسمعیل کے حق میں ہے (کتاب عبدیہ نبی باب اول)۔

پیدائش باب ۲۵ آئت ۱ + پیدائش باب ۱۶ آئت ۱۰ + پیدائش باب ۱۷ آئت ۲۰
" " ۲۱ " ۲۰ + استثنا " ۳۲، ۲۱ + متی " ۲۱ " ۴۳
" " ۱۲ " ۱۳ + پیدائش " ۱۸، ۱۸ +
" " ۲۳ " ۱۸

(۴) بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل نہیں ہو سکتی کیونکہ خدا تعالی کے کلام میں توریت میں کسی جگہ بنی اسرائیل کو اسطرح مخاطب نہیں کیا گیا۔ ہاں بنی اسرائیل ایکدوسرے کو بھائی کہتے تھے اور جس جگہ اسطرح بنی اسرائیل

نے اس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا "اے یوسف داؤد کے بیٹے ! اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے سو روح قدس سے کہا ہے اور وہ بیٹا جنیگی تو اوس کا

بھائی کہا گیا ہے وہاں بنی اسرائیل کا لفظ بھی ساتھ ہی لکھ دیا ہے (استثنا باب ۳۰۔ آیت ۱۸، ۱ سلاطین باب ۱۲۔ آیت ۲۴)

(ج) پیشگوئی مذکور میں لفظ نبی کا اطلاق یسوع پر نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی ہمیشہ بشر ہوتی ہیں اور عیسائی یسوع کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں موسیٰ نبی بشر تھا اور یسوع کو ایسا نہیں کہتے موسیٰ کے والدین تھے اور یسوع کو کنواری کا بیٹا کہتے ہیں کسی نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں کہا گیا اور ہر ایک نبی بشر کے علاوہ کچھ اور نہیں سمجھا گیا۔ حالانکہ یسوع کی نسبت یہ خیال نہیں ہے۔

(د) اِس پیشگوئی کا اطلاق یسوع پر نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت محمدؐ پر ہوتا ہے بوجوہات ذیل۔

(۱) حضرت موسیٰ نبی تھے اور بشر تھے۔

(۱۱) حضرت محمد نبیؐ تھے اور بشر تھے (میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں صرف فرق یہ ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی ہے (قرآن)

(۱۱۱) یسوع کو بشر نہیں کہتے جو اور انسانوں کی مانند ہو۔ اور نہ وہ بشر ہی تھا۔

(۲) حضرت موسیٰ صاحبِ شریعت تھے۔

(۱) حضرت محمدؐ صاحب شریعت تھے۔ جو ایک مکمل شریعت لیکر آئے ("آج کے دن میں نے تمہارا دین اکمل کر دیا") (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ قرآن)

(۱۱) یسوع صاحبِ شریعت نہ تھے بلکہ اونکی تعلیم مکمل نہیں (یوحنا ۱۶۔ آیت ۲۵) سوائے چند پہیلیوں کے اور کچھ نئے عہد نامہ میں نہیں۔

(۳) حضرت موسیٰ نے بمعہ اپنی معتقدین کے مصر سے بوجہ ظلم فرعونیاں ہجرت کی۔

(۱) حضرت محمدؐ نے بمع اپنی معتقدین کے مکہ سے بوجہ ظلم کفار ہجرت کی۔

نام یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو گناہوں سے بچاویگا۔

"یہ سب کچھہ اس لئے ہُوا۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ پورا ہوا۔" کہ "دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام عمانویل رکھینگے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے 'خدا ہمارے ساتھہ۔'"

نقدس مرقس اور لوقا اور یوحنا نے اس واقعہ اور اور جو کچھہ نبی کی معرفت کیا گیا تھا

(۱۱۱) یسوع کو یہ واقعات مماثلت پیش نہیں آئے

(۴) حضرت موسیٰ کا تعاقب ہُوا۔

(۱) حضرت محمد کا تعاقب ہُوا۔

(۱۱۱) یسوع کی سوانح عمری میں ایسے واقعات نہیں ہوئے۔

(۵) حضرت موسیٰ کے دشمن ہلاک ہوئے اور خصوصاً فرعون

۵ (۱) حضرت محمد کے دشمن ہلاک ہوئے اور خصوصاً ابوجہل

(۱۱) یسوع خود ہلاک ہُوا۔ اور لعنتی کی موت مرا۔

(۶) حضرت موسیٰؑ کو کفار پر نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔

۶ (۱) حضرت محمدؐ کو کفار پر نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں۔

۷ (۱۱) یسوع خود محکوم رومی رعیت تھا۔ وہ نہایت مفلوک الحال تھا۔ شاگردوں کو دھوکے میں رکھا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ہونگا اور داؤد کا تخت مجھے ملیگا۔ بجائے تخت کے تختہ ملا اور شاگرد بدظن ہوکر اوسکا انکار کرنے لگے اور اسپر لعنت کی۔

(۷) حضرت موسیٰؑ کے جانشین بادشاہ ہوئے (۷) حضرت محمد کے جانشین بادشاہ ہوئے۔

(۱۱) یسوع کے جانشین ماہی گیر تھے اور نہایت ذلیل و خوار اور جاہل ناخواندہ

(۸) حضرت موسیٰؑ نے روحانی اور جسمانی بادشاہت قائم کی چنانچہ داؤدؑ سلیمانؑ اور ایسے ایسے اولوالعزم

نہیں لکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونکی خاموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

یہ عبارت کہ "دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام عمانویل رکھینگے" الیشعیاہ نبی کی کتاب باب آیت ۱۴ سے لی گئی ہے۔

اِس پیشگوئی میں جس لفظ کا ترجمہ کنواری کیا گیا ہے وہ عبرانی زبان میں "علمہ" ہے اور اسپر کل علماء یہود اور اکثر علماء مسیحی کا اتفاق ہے کہ "علمہ" کے معنی "جوان عورت" کے ہیں ڈاکٹر

بادشاہ اور برگزیدہ بندے پیدا ہوئے اور عظیم الشان سلطنت قائم کی۔

(۷) حضرت محمدؐ نے روحانی اور جسمانی بادشاہت قائم کی اور آجتک ہے چنانچہ خلفاء راشدین اور اُن کے جانشین بزرگ اور مقدس بادشاہ گذرے ہیں اور عظیم الشان سلطنت قائم کی۔

نتیجہ:

(۸) یسوع کی نسبت یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ "نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے" بادشاہت دنیوی تو کبھی نصیب ہوئی۔ روحانیت کا یہ حال ہے کہ اوسکے اپنے شاگرد اُس سے متنفر ہوگئے۔ بھاگ گئے۔ انکار کیا۔ لعنت بھیجی۔

۶

(۹) حضرت موسیٰ نے توحید کی تعلیم دی۔

(۱۰) حضرت محمدؐ نے توحید کی تعلیم دی۔

نتیجہ

(۱۱) یسوع نے تثلیث اور شرک کا فتنہ برپا کیا۔

۷

(۱۲) حضرت موسیٰ نے پیشگوئی کی کہ خدا سے الہام پاکر میری مانند ایک نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیلؑ سے پیدا ہوگا۔ اور خدا اُسکو منہ میں اپنا کلام ڈالیگا اوسکی سنیو (توریت استثنا)

(۱۳) حضرت محمدؐ نے دعوی کیا خدا سے الہام پاکر کہ میں موسیٰؑ کی مانند نبی ہوں اور جو کچھ خدا کا کلام مجھپر نازل ہوتا ہے۔ میں لوگوں کو سنا دیتا ہوں (انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی)

(۱۴) یسوع نے کبھی اپنی نسبت ایسا دعوی نہیں کیا۔ البتہ مریداں مے پرانند کا معاملہ ضرور ہے۔

کیمنن ڈرایور (Canon Driver) تحریر فرماتی ہیں کہ :-

> لفظ "علمہ" ایسا نہیں ہے جو عبرانی میں بالعموم کنواری کے معنوں میں آتا ہو۔ اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صرف دوشیزہ پر اسکا اطلاق ہوتا ہے"

بشپ انڈریوز (Andrews) اگرچہ اسکے معنی کنواری ہی کرتے ہیں مگر تسلیم کرتے ہیں کہ علماء یہود کا اُن سے اتفاق نہیں۔ ترجمہ اکوئیلا میں بھی جو ۱۲۹ء میں ہُوا اور ترجمہ "تھیوڈوشن" میں بھی جو ۱۸۵ء میں ہُوا۔ اور ترجمہ "سیمیکس" جو ۲۰۰ء میں ہُوا۔ اور بائیبل میں بھی ایک جگہ (امثال ۳۰۔۱۹) علمہ کا ترجمہ جوان عورت ہی کیا گیا ہی اور جب اشعیاہ نبی کی کتاب باب ۷ آئت ۱۴ کو پڑھا جاوی۔ جہاں سے یہ عبارت سرقہ کی گئی ہی اور ان واقعات پر غور کیا جاوی۔ جن کے متعلق یہ پیش گوئی ہی تو علمہ کا ترجمہ صرف جوان عورت ہی درست ہوگا۔ کنواری بے معنی ہے۔

کسی جوان عورت کا حاملہ ہونا۔ اور اُس سے بچہ پیدا ہونا ایسی عام باتیں ہیں کہ ہمیں سُنکر کبھی تعجب نہیں ہوتا۔ اور صرف ایک بیوقوف آدمی ہی اسے معجزہ خیال کریگا۔

اشعیاہ نبی کی کتاب کے ساتویں باب میں مندرج ہی کہ جب احاز یہود کی بادشاہ پر رضیں بادشاہ ارم اور فقح پادشاہ رملیا نے بالاتفاق چڑھائی کا ارادہ کیا۔ تو احاز بادشاہ یہودا بہت گھبرایا۔ اُس زمانہ میں اشعیاہ پیغمبر تھے اُن سے التجا کی۔ انہوں نے تسلی دی اور فرمایا کہ تو خوف نہ کر تیرے دشمن تجھپر غالب نہ ہونگے۔ اور اس خوف کی رفع ہونیکی مدت اور اپنے قول کی صداقت کا یہ نشان بتایا۔ کہ ایک کنواری (جوان عورت) حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام عمانوئیل رکھا جائیگا۔ اور جب وہ ذرا ہوشیار ہوگا۔ تو جو خوف تجھکو دشمنوں سے ہی جاتا رہیگا اور تیرے لئے بہت اچھے دن آئینگے۔

پھر اسی کتاب کے آٹھویں باب میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی کے حکم سے اشعیاہ نبی نے

دو شاہدوں کے روبرو جنکو نام اوریاہ اور ذکریاہ تھے[لہ] ایک شہادت نامہ لکھا اور اوسپر موعودہ بچہ کا نام ماہیر شالال۔ حاش۔ بز لکھا اور پہر اپنی جورو کے پاس (جو ایک جوان عورت تھی) گیا۔ اور وہ حاملہ ہوئی۔ لڑکا جنا اور اوسکا نام ماہیر شالال حاش بز رکھا۔

بشپ لوتھر صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ پیشگوئی مذکورہ کا لفظی اور صریح مطلب یہی کچھہ ہے صاف ظاہر ہے کہ اشعیاہ نبی کی پیشگوئی صرف اونکے اپنے زمانہ کے متعلق تھی اور واقعات متذکرہ بالا بہی یہی تقاضا کرتے ہیں اگر ولادت یسوع کی نسبت جو اشعیاہ نبی سے سات سو سال بعد ہوئی سمجھا جائے تو بالکل بے معنی ہوگا۔

اس پیشگوئی میں کچھہ ایسا اعجاز نہیں پایا جاتا۔ اس میں صرف ایک مدت معیّن کردی گئی ہے کہ اس عرصہ کے بعد دشمنوں کا خوف جاتا رہیگا۔ اور یہ اتنا عرصہ تہا جتنے عرصہ میں ایک عورت حاملہ ہو۔ بچہ جنے اور وہ ذرا ہوشیار ہو۔ شہادت نامہ بہی اسی لئے لکھا گیا تہا۔ کہ نوپیدا لڑکے کی تاریخ ولادت سے اوسکے ہوشیار ہونیکے زمانہ تک احاز کے مخالفوں کے برباد ہونیکی پیشگوئی کی تصدیق ہو جائے۔

اِس پیشگوئی کا اطلاق ولادت یسوع پر کسیطرح نہیں ہو سکتا۔ بالفرض اگر تسلیم کیا جائے کہ "علمہ" کے معنی کنواری کے ہیں پہر بہی کوئی اعجاز نہیں۔ اُس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جبتک ایک کنواری کسی مرد سے ہمبستر نہ ہو اور حمل کے بعد بچہ جنے اور وہ ذرا ہوشیار ہو۔ تب تک احاز کے دشمن برباد ہو جائینگے

اسصورت میں بہی اسکا اطلاق ولادت یسوع پر نہیں ہو سکتا اور اشعیاہ نبی کی کتاب

[لہ] کوئی عیسائی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ لڑکے کا نام عمانویل کیوں نہ رکھا۔ اول تو عمانویل صفاتی نام ہے دوسرے یہ اعتراض خود انپر پڑتا ہے کہ یسوع کا نام عمانویل کیوں نہ رکھا

سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ جس عورت کے ساتھ وہ ہمبستر ہوئی وہ کنواری تھی یا بیاہتا۔ وہاں صرف یہ لکھا ہے۔ کہ وہ بنیہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی۔ اس لئے وہ اوسکی جورو ہوئی ممکن ہے۔ کہ انہوں نے کسی کنواری سے شادی کی اور وہ حاملہ ہوئی۔

بالفرض اگر یہ بھی مان لیا جاوی۔ کہ اشعیاہ نبی نے یہ پیشگوئی کسی کنواری کے حق میں کی کہ حاملہ ہوگی اور بچہ جنیگی اور اوسکا نام عمانوئیل رکھینگے۔ تو یہ کسطرح ظاہر ہوتا ہی کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوگی اور جب ہم سمجھہ لینگے کہ ایک باکرہ کا پہلی دفعہ بچہ جننا اور ایک ایسی عورت کا جس کے پہلے کئی بچے موجود ہوں حاملہ ہونا کیا فرق رکھتا ہے تو آسانی سے اس پیشگوئی کے معنی سمجھہ لینگے +

اور بالفرض محال یہ بھی مان لیا جاوی کہ ایک کنواری بغیر ہمبستر ہوئے کسی مرد سے حاملہ ہوگی اور بچہ جنیگی تو یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہی کہ یسوع ایسی ہی کنواری سے پیدا ہوئے پیشگوئی تو واقعات کو ثابت نہیں کرتی۔ بلکہ واقعات پیش گوئی کو ثابت کرتی ہیں اور واقعات کا ثبوت معتبر شہادت پر منحصر ہے لیکن حضرات عیسائیوں کا عجیب منطق ہے کہ پیشگوئی سے واقعات اور واقعات سے پیشگوئی ثابت کرتے ہیں۔

اب ہم واقعات پر بحث کرتی ہیں اور اُس معتبر شہادت پر غور کرتی ہیں۔ جو مقدس شاگردانِ یسوع پیش کر سکتی ہیں۔

مقدس مرقس اور یوحنا نے تو اسی مضمون پر بالکل سکوت اختیار کیا ہی البتہ مقدس متی اور لوقا کچھہ لکھتے ہیں۔ مگر اُن کی بھی چشم دید شہادت نہیں یہ حضرات سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں اور نہائت سادہ دلی سے صاف صاف الفاظ میں اسکا اعتراف بھی کرتی ہیں نوعیت واقعات سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ولادت یسوع کو اعجازی پیرایہ میں شائع کرنیوالوں نے اگر اسے خود اختراع نہیں کیا تو ضرور یوسف یا مریم یا یسوع سے سنا ہوگا۔

یوسف نجار اور مریم کا تو کہیں تذکرہ نہیں کہ حواریوں کو یہ دلچسپ حکائت سنایا کرتے تھے۔ اور نہ یہ اُن روائتوں کے راوی ہیں۔ یسوع کی نسبت کہیں مذکور نہیں کہ اسکے متعلق کبھی ایک لفظ بھی منہ سے نکلا ہو۔ یہ ممکن ہے کہ یسوع نے چپکے چپکے حواریوں کے کان میں کچہ کہہ دیا ہو

شرم سے نام نہیں لیتے کہ سن لے نہ کوئی
چپکے چپکے تمہیں یہ بات سنا دیتے ہیں

اور اسی لئے مقدس شاگردان متی اور لوقا نے اس واقعہ کو لکھکر تشہیر کیا۔ اگرچہ اوستاد کے منشاء کے برخلاف تہا۔ مگر سوال یہ ہے کہ مرقس اور یوحنا کیوں خاموش ہیں۔ ان حضرات کا ایسے اہم واقعہ کی نسبت جو عیسائیت کی جان ہے ایک لفظ بہی نہ لکھنا بے معنی نہیں ہو سکتا۔ اور ابن اللہ کی شان سے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے کہ اپنے باپ کا نام ظاہر کرنے سے شرمائیں۔ اور صرف ایک دو آدمیوں کو وہ بہی چپکے چپکے کان میں خلوت میں اس راز سے آگاہ کریں۔

یوسف نجار کی نسبت بہی صرف اسقدر لکھتے ہیں کہ تب اوسکے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اوسکی تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ ان باتوں کی سوچ میں تہا۔ کہ خداوند کے فرشتہ[1] نے اُس پر خواب میں ظاہر ہو کے کہا۔ اے یوسف

---

[1] ہم نہیں سمجھ سکتے کہ روح القدس کو یوسف کی خاطر اسقدر کیوں منظور تہی کہ خدا کا فرشتہ خواب میں آکر اُسے تسلی دیتا ہے۔ اور بدظنی رفع کرتا ہے۔ بدظنی تو تمام دنیا کی دور کرنی چاہئی تہی۔ جو باوجود یوسف کے تعلق کے کسیطرح یقین نہ کر سکتی تہی کہ کنواری روح القدس سے حاملہ ہوئی یوسف اگر مریم کو چھوڑ دیتا تو وہی صورت قائم رہتی جو ابہی مگر مریم کو لانیسی ہوئی ثابت تو یہ کرنا ہے کہ کنواری حاملہ ہوئی یوسف کا خواب تو اُسے ثابت نہیں کر سکتا۔ اور اگر یوسف مریم کو چھوڑ دیتا۔ تو کوئی اور مریم کا خواستگار ہوتا اور کیوں نہ ہوتا جب اس امر کا ثبوت مل جاتا کہ وہ روح القدس

داؤد کے بیٹے! اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لانے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اوسکے پیٹ میں ہے وہ روح قدس سے ہے"۔ اسکے بعد مقدس متی تحریر فرماتے ہیں کہ تب یوسف نے سونے سے اوٹھکر جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے فرمایا تھا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا پر اوسکو نہ جانا جبتک وہ اپنا پلوٹھا بیٹا نہ جنی

مقدس مرقس۔ لوقا اور یوحنا نے اس واقعہ کو نہیں لکھا اور نہ کسی جگہ اشارتاً ذکر کیا ہی کہ یوسف گھبرایا اور اپنی جورو سے قطع تعلق کرنا چاہا انکی خاموشی یہی کہہ رہی ہے کہ یہ واقعہ سفید جھوٹ ہی انہوں نے اس سے کبھی نہیں سنا ورنہ وہ کبھی نہ چوکتے اور ضرور لکھتے کہ خداوند کے فرشتہ نے اس راستباز آدمی کے شکوک رفع کئے۔

مقدس متی بھی ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جو کسی طرح ولادت یسوع کو اعجازی ثابت نہیں کرسکتے وہ یوسف کو مریم کا شوہر اور مریم کو یوسف کی جورو لکھتے ہیں اور یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ جب یوسف خواب سے بیدار ہؤا۔ تو اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لے آیا۔ کیا اسوقت مرد اور عورت باہم رہتے تھے جبکہ اُن کی صرف منگنی ہوئی ہو۔ اور اس اختلاط کو کیا کہتے ہیں؟

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یوسف اپنی جورو مریم کو اپنے ہاں لانے سے کیوں ڈر گیا۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہمبستر ہونے سے پیشتر اس نے مریم کو حاملہ پایا۔ تو قدرتاً اوس کے دل میں یہی خیال پیدا ہونا چاہئے تھا۔ کہ اُسے چھوڑ دے۔ لیکن وہ خوفزدہ کیوں ہوگیا؟ اپنی جورو کو اپنے گھر میں لانے سے وہ کیوں ڈرتا تھا؟ شاید یہ بھی راستبازی کا نتیجہ ہو۔

اب رہا خدا کا فرشتہ۔ معلوم نہیں کہ یہ حضرت کس شکل وصورت میں نمودار ہوئے جامہ انسانی یا حیوانی میں۔ غالباً بصورت انسان ہی نظر آئے ہونگے۔ بصورت دیگر تو راستباز یوسف کے مارے ڈر کے رہے سہے حواس باختہ ہوجاتے۔ اگر روز روشن میں چشم بینا کے سامنے خدا کا فرشتہ

بقیہ حاشیہ

سے حاملہ ہی لیکن صرف ایک شخص کا خواب اعجازی پیدائش ثابت نہیں کرسکتا اور نہ دنیا تسلیم کریگی۔

ظاہر ہوتا تو یہ کچھ بات تھی رات کے وقت اور وہ بھی خواب میں صرف یوسف سا راستباز آدمی ہی اسپر اعتبار کر سکتا ہی اگرچہ موجودہ زمانہ میں کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی راستباز ہو مذکورہ بالا صفات اور واقعات میں کبھی اعتبار نہ کریگا خواہ خود خدا خواب میں آئے ایک انسانی شکل کا خواب میں آنا معمولی بات ہی اور ہر ایک عقلمند خواب سے بیدار ہوکر یہی کہتا ہی کہ یہ خواب تھا جسکی کچھ حقیقت نہیں۔" اگر یوسف کو یہ یقین ہوتا کہ مریم اوسکی جائز منکوحہ ہے اور جو کچھ اوسکے پیٹ میں ہے وہ اسکا اپنا نطفہ تحقیق ہے اور اوسکی جورو بدکار نہیں۔ تو ایک فرشتہ کیا آسمان و زمین اور جنت و دوزخ کے تمام فرشتے بھی ملکر اوس کے خواب میں آتے۔ تو وہ ہرگز یقین نہ کرتا کہ اوسکی جورو روح القدس سی حاملہ ہو۔ صاحب ہوش و حواس کا تو کیا ذکر ہے ایک احمق بھی (بشرطیکہ وہ راستباز یعنی بے غیرت نہ ہو) کبھی اعتبار نہ کریگا کہ اوسکی جورو یا منگیتر جس سے آجتک وہ ہمبستر نہیں ہوا۔ روح القدس سے حاملہ ہے خواہ تمام جہاں کے فرشتے۔ آدمی جن اور پری اور بھوت وغیرہ خواب میں آکر اس کی شہادت دیں۔ یہ انسانی نیچر ہے اور جو کچھ یہ تقاضا کرتی ہے۔ انسان اوس کی تعمیل میں مجبور و معذور ہی اپنے افعال پر اوسے اختیار ہو۔ تو ہو۔ مگر خیالات خواہ وہ نیک ہوں یا بد کسی طرح دل میں پیدا ہونے سے رک نہیں سکتے۔

لفظ "راستباز" کے معنے جو کچھ کتب لغت سے ظاہر ہوتی ہیں وہ بائیبل کی ڈکشنری سے بہت مختلف ہیں۔ اس جگہ اس لفظ کے معنی "بے غیرت" کے لئے گئے ہیں کسیطرح سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ راستباز کا تعلق اپنی جورو کو چپکے چھوڑ دینے سے کیا ہے؟ اگرچہ اس راستبازی کا ثبوت اوس نے نہیں دیا اور اپنی جورو کو نہیں چھوڑا اسے کیا کہتے ہیں؟ یہ انوکھی راستبازی ہے کہ یوسف کو چپکے اپنی جورو کو چھوڑ دینے کی سوجھی۔ اگر یہ راستباز آدمی اوسکی تشہیر کے درپے نہ تھا۔ تو کیا چپکے سے چھوڑ دینے سے اوسکی تشہیر نہ ہوتی۔ خوب ہوتی بلکہ اُس سے بڑھکر ہوتی جتنی کہ علی الاعلان چھوڑنے سے متصور ہو سکتی ہی۔

پیشتر اسکے کہ ہم ولادت یسوع کی حقیقت بیان کریں اور یوسف کی شہادت پر مزید کوشش کریں نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مقدس سوانح نگاروں کی تحریروں کو ایک سرسری نظر سے نہ دیکھ لیں۔ حضرت مرقس اور یوحنا تو ولادت یسوع کی نسبت ایک حرف بھی نہیں لکھتے اُن کے نزدیک تو یہ سب کچھ قابل ذکر بات ہی نہیں کاش اُنہیں معلوم ہوتا۔ کہ ایک زمانہ میں واقعہ ولادت یسوع عیسائیت کی جان ہوگا۔ اور اُن تمام معجزات کو جنکا بار بار تذکرہ کرتے ہوئے وہ نہیں تھکتے اور اپنے دعاوی کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ پس پشت ڈالدیگا۔ مقدس لوقا اس طرح تحریر فرماتی ہیں کہ جب خدا کا فرشتہ مریم کے پاس آیا۔ جسکی منگنی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا ہو چکی تھی اور اُسے بشارت دی کہ "دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام یسوع رکھیگی وہ بزرگ ہوگا اور خدا کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا اور اونکی بادشاہت آخر نہ ہوگی تب مریم نے کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں میں مرد کو نہیں جانتی؟ فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا کہ روح القدس تجھپر اتریگی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھپر ہوگا" (لوقا باب ۱ آئت ۲۷-۳۵)[لہ]

مقدس لوقا نے کہیں یوسف کی گھبراہٹ اور اِس راستباز آدمی کی انوکھی تجویزوں کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف یہی لکھا ہے۔ کہ خدا کا فرشتہ آیا۔ (غالباً خواب میں) اور

[لہ] جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا گیا ہے وہ غور طلب ہیں۔ اگر یسوع یوسف کا بیٹا نہ تھا تو کسطرح صادق نہیں آتا۔ کہ خدا اوس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا۔ اگرچہ اُسے نہ کوئی تخت نصیب ہوا۔ اور نہ بادشاہت ملی۔ بلکہ نہایت ذلت اور بے عزتی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ داؤد اور یعقوب کی نسل سے تھا۔ دیکھو شجرہ نسب متی باب ۱ آئت ۱

بشارت دی کہ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اوسکا نام یسوع رکھیگی اور وہ اپنے باپ داود کے تخت و تاج کا وارث ہوگا۔

اب ہم مقدس متی اور لوقا کی شہادت پر غور کرتی ہیں۔ مقدس لوقا کی رو سے یوسف کی شہادت جسکا تذکرہ مقدس متی نے کیا ہے ثابت نہیں ہوئی اور چونکہ مقدس مرقس اور یوحنا نے بالکل خاموشی اختیار کی ہے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یوسف کی متعلق جسقدر مقدس متی تحریر فرماتی ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے یا کم انکم یوسف کی پریشانی اور راست بازی کی کہانی بے بنیاد ہے۔ لیکن ہم فرض کرلیتی ہیں جو کچھ مقدس سوانح نگار متی اور لوقا لکھتی ہیں صحیح ہے اس صورت میں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ولادت یسوع اعجازی تھی۔ ہم اس واقعہ کو مقدس سوانح نگاروں کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے چند فقرات جن سے کسی عیسائی کو انکار نہیں ہوسکتا زیادہ کرتی ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ مطلب صاف ہوجاوے

بات اصل میں یہ ہے کہ مریم ایک ایسے خاندان سے تھی جسمیں زہد اور تقوی کا دن رات چرچا تھا۔ اور اوسکی قریبی رشتہ دار سردار کاہن اور امام تھے اوسکے کانوں میں ہر وقت یہوواہ اور اوسکی عظمت و شان کے فقرات گونجتے تھے اوسکے دل و دماغ میں اللہ تعالی کی بزرگی اور تقدس کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خود بڑے درجے کی پرہیزگارہ۔ عابدہ۔ اور زاہدہ تھی۔ اوسکی منگنی یوسف نجار سے ہوچکی تھی اور یہ بزرگ بھی فی الواقع ایک راستباز اور دیندار آدمی تھا اور خدا کا خوف اوسکے دل پر غالب رہتا تھا۔

ایک رات جبکہ مریم اپنی معمولی عبادت سے فارغ ہوکر اپنے کمرہ میں اپنے متعلقین سے علیحدہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اوسے اپنی آئندہ زندگی کا خیال آیا۔ اوسکی منگنی ہوچکی تھی اور وہ چند دن بعد اپنے خاوند کے گھر جانیوالی تھی (متی باب ۱ آیت ۲۴) اس پرہیزگار عورت کے دل میں قدرتاً اپنے خاوند اور ممکن ہے کہ ہونیوالی اولاد کا خیال آیا۔ لیکن اوس کے خیالات نیز

اُس کے ذاتی تقدس اور پرہیزگاری کا رنگ تہا۔ وہ انہی خیالات میں ڈوبی ہوئی تہی کہ اوسکی آنکہہ لگ گئی اُس نے دیکہا کہ ایک نورانی شکل کا آدمی اُس کے کمرہ میں داخل ہوا ہی (لوقا باب ۱ آیت ۲۸) مریم اُسے دیکہکر گہبرا گئی اور اگرچہ نووارد کے چہرہ پر زہد و تقدس کے آثار پائی جاتی تہے۔ لیکن عصمت مجسم مریم کے منہہ سے نکلا کہ اگر تو پرہیزگار بہی ہی تو بہی میں تجہہ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں[له] نووارد نے کہا "مریم! مجہہ سے خوف نہ کر۔ میں تو تیری خدا کی طرف سے تجہے بشارت دینے آیا ہوں۔ کہ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی" (لوقا باب ۱۔ آیت ۳)

مریم کو حیرت ہوئی۔ کیونکہ وہ ابہی تک کنواری تہی۔ اس لئے جواب دیا۔ کہ یہ کس طرح ہوگا کیونکہ مجہے ابہی تک کسی مرد نے ہاتہہ تک نہیں لگایا اور میں بدکار بہی نہیں ہوں"

یہ فقرہ قرآن شریف سے لیا ہے اور مجبوراً ہمیں ایسا کرنا پڑا۔ کیونکہ متی اور لوقا کی تحریروں سے مریم کی پرہیزگاری اور عصمت ثابت نہیں ہوتی۔ اُن سے تو یہی پایا جاتا ہی کہ وہ بے تکلف نووارد سے گفتگو کرتی رہی اور بیشتر اسکی کہ اسپر ظاہر ہو کہ اوسکا مخاطب ایک فرشتہ ہی اُسے اپنی عصمت بچانیکا خیال پیدا ہُوا۔ فی الحقیقت عہد جدید میں ایک فقرہ بہی ایسا نہیں جو مریمؑ کی کیرکٹر اور اوصاف حسنہ کو ظاہر کرے اور ایسا فقرہ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا تو کہیں موجود نہیں۔

اس آیت سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مریم فی الواقع عصمت مجسم تہی بلکہ یہ بہی کہ اسوقت کوئی شخص نہ تہا جسے مریم امداد کیواسطے پکارتی ایسی حالت میں اُسنے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہی اس سے یہ بہی ظاہر ہوتا ہی کہ مریم نہایت ہی ایماندار عورت تہی اور اُسکو اللہ تعالیٰ پر کامل بہروسہ تہا۔ اس سے یہ بہی پایا جاتا ہی کہ ایسے نووارد کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا اور اوس رحمت سے بہی مایوس نہ کیا جو پرہیزگاروں کے لئے خاص ہی کیا کوئی ایسی آیت بائبل میں ہی جس سے مریم کے کیرکٹر (خصائل) ظاہر ہوں؟

نووارد نے جواب دیا کہ ” اللہ تعالیٰ تجھے ایک صالح لڑکا بخشیگا اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں“

اتنا کہہ کر نووارد عالمِ نورانی میں غائب ہو گیا۔ اور وہ تمام مثالی کیفیتیں سلب ہو گئیں۔ اور اُسنے پہر عالمِ اجسام کیطرف رجوع کیا اور اوسکی آنکھہ لگ گئی۔[1]

صبح اس خواب کا چرچا اُسکے اپنے گہر والوں میں ہوا جب یوسف نے سُنا تو بہت گھبرایا۔ لیکن اوسکی گھبراہٹ اسوجہ سے نہ تہی کہ اُسے اپنی عورت کی عصمت پر شبہ پیدا ہوا۔ بلکہ اسوجہ سے

---

[1] فی الحقیقت ایک خواب تہا اور چونکہ مریم اسوقت کنواری تہی قدرتاً اُسے خیال پیدا ہوا۔ کہ موجودہ صورت میں لڑکا پیدا ہونا ناممکن ہے اور اسی لئے اُسنے کہا کہ ابہی تو میرے خاوند نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ تو کسطرح بچہ پیدا ہوگا۔ جسطرح قدرت نے قانون باندھ رکھا ہے مقدس متی اور لوقا کی تحریر سے ظاہر نہیں ہوتا کہ خدا کا فرشتہ کس شکل و صورت میں دکھائی دیا۔ قرآن شریف نے دونوں باتوں کو صاف کر دیا ہے کہ فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ روح کو ہم دیکھ نہیں سکتے جبتک کہ وہ کسی صورت میں ظاہر نہ ہو۔ اور اسکی دو ہی صورتیں ہیں یا عالم مثال میں یا عالم اجسام میں۔ عالم اجسام میں ضرور ہے کہ وہ مادی لباس پہنے اور اوسپر وہ تغیرات وارد ہوں جو انسان پر پیدائش سے بڑہاپے تک ہوتی ہیں یا دوسرے لفظوں میں اسطرح کہو۔ وہ دنیا میں اُسی طرح آئیگا جس طرح دوسرے انسان آتے ہیں اور رہتے ہیں۔ دوسری صورت عالم مثال کی ہے اور لفظ ”تمثل“ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اسجگہ یہی صورت ہے۔ اور یہ واقعہ عالم مثال میں ہوا۔ اور روح نے ایک مثالی صورت بشر اختیار کی اور یہ حالت بیداری میں ناممکن ہے یعنی جبتک حواس ظاہری معطل نہ ہوں عالم مثال میں دخل نہیں ہو سکتا۔ اسطرح معنی یہ ہوئے کہ جسوقت مریم اپنے لواحقین سے علیحدہ اپنے کمرہ میں تہی اوسپر نیند کا غلبہ ہوا اور اُسنے عالم مثال میں ایک بشر کو دیکھا جو الٰہی اُسپر ظاہر ہوا تہا فتمثل لہا۔“ ہمارے بعض الفاظ ہیں

کہ وہ راستباز[ے] آدمی تھا۔ اور نہائت ہی سیدھا سادھا دیندار تھا اُسے خیال پیدا ہوا کہ اونکی منسوبہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں برگزیدہ اور پاک ہے اور اس لئے کمال بے ادبی ہے کہ ایسی عورت سے معاملہ زن و شوئی جائز رکھے اگرچہ یہ اوسکی غلط فہمی تھی۔ مگر وہ ڈرتا[ے] تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اوس پر غضب الٰہی نازل ہو۔ اور اس خیال نے یہانتک اوسکے دل و دماغ پر قبضہ و غلبہ کیا ہوا تھا۔ کہ وہ اپنی منسوبہ سے قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن خواب میں بقول مقدس متی خدا کی فرشتہ نے اُسے کہا۔ ای یوسف داؤد کے بیٹے اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر۔" (متی باب ۱ آیت ۲۰)

"تب یوسف نے سونے سے اٹھکر جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے اُسے فرمایا تھا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا" (متی باب ۱ آیت ۲۴)

اب سوال یہ ہے کہ مقدس متی نے یہ کس لئے لکھدیا کہ مریم پیشتر اسکے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہو۔ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ اسکا جواب نہائت آسان اور چند لفظوں میں یہ ہے۔ کہ

لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ یہ حالت خواب تھی یا رویا اور اسکا دیکھنے والا صرف مریم کی ذات تھی نہ کسی اور شخص نے دیکھا اور نہ کسی اور کے سامنے تھا۔ اور اس لئے کوئی اور دیکھ بھی سکتا تھا۔ اور یہ کیفیت صرف خواب اور رویا کی ہو سکتی ہے۔ اگر روح جامہ جسم میں ظاہر ہوئی تو ضرور تھا کہ اسے دوسرے بھی دیکھتے اگر اونہیں دیکھنے کا موقع ملتا۔ لیکن لفظ "تھا" سب شکوک رفع کرتا ہے کہ یہ صرف مریم کیواسطے تھا اور وہی دیکھ سکتی تھی نہ کہ کوئی اور۔ "بشراً سویاً" ظاہر کرتا ہے کہ وہ بشر کس شکل و صورت کا تھا وہ نہائت ہی خوش شکل اور نورانی چہرہ والا تھا جسے دیکھکر بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد منہ سے نکلتی ہے اوسکا قد و قامت موزوں اور اُسکی عمر عین عالم شباب کی تھی ؂

[ے] راستباز آدمی اور ڈر" کے معنی یہی ہیں جو ہمنے کئے ہیں بصورت دیگر وہی معنی ہونگے۔ جسکی تشریح ہم کر چکے ہیں۔

یہ فقرہ "پیشتر اسکے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہو" کسی نیک دل عیسائی کی اختراع ہی جو یسوع اور دیگر حواریوں کی وفات کی بعد روح القدس کی معنی نہ سمجھہ سکا اور یہ فقرہ بخیال خود عبارت کا مطلب صاف کرنے کے لئے چسپان کر دیا۔ اور صرف اس ایک فقرہ نے تمام عبارت میں بالکل نئے معنی پیدا کر دئے اور اگر یہ فقرہ نکال دیا جاوے تو اسکے معنی جو حقیقی معنی ہیں بالکل صاف ہو جاتی ہیں ہارن انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۷۵ء جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ میں بہی یہ فقرہ نہیں اور یہ نہائت قوی دلیل اسبات کی ہی۔ کہ یہ فقرہ زمانہ ما بعد میں درج کیا گیا۔ کیونکہ اسکی بغیر بھی کسی قسم کا نقص عبارت میں پیدا نہیں ہوتا لیکن ہم یہ بہی تسلیم کر لیتی ہیں کہ یہ فقرہ بہی حضرت متی کی قلم کا لکھا ہوا ہی تو جسطرح کہ ہمنے اصل واقعہ بیان کیا ہی وہی مطلب ہوگا۔ اور مقدس متی کی عبارت اس طرح ہوگی:۔

> "اب یسوع مسیح کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اوسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کیساتھہ ہوئی
> تو پیشتر اسکے کہ وہ اس سے ہمبستر ہو۔ اس نے روح القدس سے بشارت حمل پائی"

اور مقدس لوقا کا بیان تو بالکل صاف ہی مقدس متی تو صرف اسقدر لکھتے ہیں "وہ روح القدس سے (بشارت پاک) حاملہ ہوئی" حضرت لوقا مفصل لکھتے ہیں کہ کسطرح فرشتہ خدا آیا اور مریم اور اسکے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور جو کچھہ مقدس لوقا لکھتے ہیں۔ وہ متی کی تفسیر ہی اور اس سی بہی ظاہر ہوتا ہی کہ "مریم روح القدس سے (بشارت پاک) حاملہ ہوئی"

غرض یوسف کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا کہ "کنواری حاملہ ہوئی" اور نہ یوسف کی شہادت کی تائید کسی اور مقدس شاگرد یسوع نے کی ہی اب ہم دیکھتے ہیں کہ مریم کی نسبت حضرات متی و لوقا کیا لکھتے ہیں ہمنے تمام انجیل کو پڑھا ایک ایک لفظ کو دیکھا لیکن کہیں ہماری نظر سے نہیں گذرا کہ مریم نے کسی مقدس شاگرد کو یہ فسانہ عجائب سنایا ہو۔ لیکن اگر مریم کچھہ کہتی تو کیا کہتی ؟ یہی کہ اوسے ایک فرشتہ نظر آیا۔ اور غالباً رات کے وقت اور بظاہر بوقت خفقن۔ اوس فرشتہ کی شکل و صورت کیا تہی ؟ جس شخص نے مکاشفات یوحنا کا مطالعہ کیا ہی وہ آسانی سے سمجھہ سکتے ہیں کہ خدا کی فرشتہ کس شکل و صورت میں

نمودار ہونا پسند کرتی ہیں۔ اگر فرشتہ انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہُوا۔ تو واقعی مریم عجب جگر اور گردہ والی عورت تہی کہ دیکہکر بیہوش نہ ہو گئی یا کم از کم چیخ نہ اوٹہی اور اگر وہ انسانی صورت میں ظاہر ہُوا تو کیا مریم سنے فوراً پہچان لیا کہ وہ کون ہی؟ اور بیجا مداخلت کرنیوالی کو چور چور یا بدکار سمجھکر شور و غوغا نہ کیا۔ اور کسیکو امداد کیلئے طلب نہ کیا۔

مگر مقدس نوشتوں سے یہ بہی پایا جاتا ہی کہ وہ خاموش رہی صرف ایک دو لمحہ کیلئے سوچتی رہی چہ خوش؟

نتیجہ یہی ہی کہ مریم نے ایک عجیب الخلقت حیوان یا انسان کو دیکہا اور کچہہ عرصہ کی بعد حمل کے آثار نمودار ہوئے۔

اب مریم تو یہی کہتی ہی کہ مینے ایک فرشتہ کو دیکہا کیونکہ وہ کہتا تہا کہ میں فرشتہ ہوں۔ لیکن نوماہ بعد بچہ کا تولّد ہونا صاف ظاہر کرتا ہی کہ یہ حضرت انسان ہی کی کرتوت تہی۔

اب ذرا غور کرو۔ کہ ایک عورت جو لوگوں میں کنواری مشہور ہی اور سب جانتے ہیں کہ وہ کسی سے ہمبستر نہیں ہوئی کچہہ عرصہ بعد حاملہ ہوئی۔ اب لوگ اُسکی نسبت کیا خیال کرینگے اور اگر وہ عورت یہ بیان کری کہ اوسکی پاس خدا کا فرشتہ آیا اور وہ روح القدس سی حاملہ ہوئی تو راستباز آدمی کے اور وہ بہی ایام جہالت (Dark ages) میں کوئی عقلمند باور نہ کریگا۔ ایسی عورت یا تو نہائت سادہ لوح۔ بہولی بہالی ہوگی یا پرلے درجہ کی چالاک اول الذکر صورت میں تو معمولی عقل کا انسان بہی خیال کرسکتا ہی کہ کسی بدمعاش نے فرشتہ کا سوانگ بہرا ہوگا۔ اور بیوقوف عورت کو دام فریب میں لایا اور موخر الذکر حالت میں سوائی اسکی اور کیا ہوسکتا ہی کہ چالاک عورت لوگوں کو احمق بناتی ہے اور نہ صرف اپنی عصمت کا ثبوت دیتی ہی بلکہ تقدس کا دم بہی بہرتی ہی

ایسے ایسے واقعات کو پرکہنے کے لئے قانون شہادت جو آج نافذ ہی صدہا سال پیشتر بہی ایسا ہی تہا اور کسیطرح نہیں ہوسکتا کہ ایک کنواری حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہُوا۔

غرض نہ تو مریم اور نہ یوسف اور نہ یسوع کی شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو کچھہ نبیوں نے کہا تہا وہ پورا ہوا۔ اور اوسکی تائید دیگر مقدس نوشتوں سے ہوئی ہے۔

آب ہم دیکھتے ہیں کہ عام لوگوں کا اسوقت کیا خیال تہا۔ کسی مقدس سوانح نگار نے نہیں لکہا اور نہ کسی متبرک نوشتے سے ظاہر ہوتا ہی کہ لوگوں کا خیال تہا۔ کہ یسوع ابن اللہ ہی اور یوسف نجار اور مریم کا بیٹا نہیں نہ صرف یہی بلکہ صاف صاف الفاظ میں لکہا ہی اور متعدد مقامات پر لکہا ہی کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا تہا۔ اور ایک آدمی دوسرے آدمیوں کی طرح تہا۔ اگر ایک کنواری بیٹا جنتی تو دنیا میں حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکہا جاتا اور ہمعصر مورخ ضرور اسکا تذکرہ کرتے لیکن کسی مورخ نے ایک لفظ بہی نہیں لکہا۔ اگر یہ صحیح تہا۔ کہ بنی اسرائیل ایک ایسے شخص کے منتظر تھے جو کنواری کے پیٹ سے بوساطت "روح القدس" پیدا ہوگا۔ تو کیوں بنی اسرائیل کو نہیں بتایا گیا اور وہ کیوں اس لئے بیخبر رہے۔ کیا یہ ایسا واقعہ ہو سکتا ہی کہ دیگر ممالک کے لوگ تو کیا خود یسوع کے اپنے پڑوسی اور ہموطن اس سے لاعلمی ظاہر کریں۔ ہم اُس زمانہ کے مورخین کا ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ ہم مقدس سوانح نگاروں کے متبرک نوشتوں کو دیکھتے ہیں۔ مورخین کا انکار کر دینا سہل ہی۔ لیکن متبرک نوشتوں کو عیسائی مانتے ہیں اور یہ اونکے لئے حجت ہونگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسوقت لوگوں کا خیال یسوع ناصری کی نسبت کیا تہا۔

خود متی (باب ۱۳۔ آئت ۵۴ لغائت ۵۸) تحریر فرماتے ہیں :۔

> اور ایسا ہوا۔ کہ جب یسوع یہ تمثیلیں کہہ چکا تو وہاں سے روانہ ہوا۔ اور اپنے وطن میں آ کے اُس نے اُن کو عبادت خانہ میں انہیں ایسی تعلیم دی کہ وے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسی حکمت اور معجزے اِس نے کہاں سے پائے۔ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اُسکی ماں مریم نہیں کہلاتی؟ اور اوسکی بہائی یعقوب اور یوسیس اور شمعون اور یہوداہ؟ اور اس کی سب بہنیں ہماری ساتھ نہیں ہیں؟ پس اس نے یہ سب کچھہ کہاں سے پایا؟ انہوں

نے اُس سے ٹھوکر کھائی۔ پر یسوع نے انہیں کہا کہ نبی اپنی وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہے۔ اور اُس نے اُن کی بے اعتقادی کے سبب وہاں بہت سے معجزے نہیں دکھائے“

بجائے اسکے کہ ہم مذکورہ بالا آیات مقدس پر کچھ حاشیہ چڑھائیں ہم مناسب خیال کرتی ہیں۔ کہ اسے منعترا ہی چھوڑ دیں کیونکہ اس سے زیادہ صاف لفظوں میں اور کیا ثبوت ہوسکتا ہی کہ یسوعؑ کے ہموطن اُسے ایک نجار اور مریم کا بیٹا جانتی تہی اور نہ صرف یہی بلکہ اوسکی بہائیوں اور بہنوں سے بہی واقف تہی اور صاف ظاہر ہی کہ یہ الفاظ ایسے شخصوں کے منہ سے نکلی ہیں جو یسوع کے خاندان سے بخوبی واقف تہی ہر ایک کا نام جانتی تہی اور اُن سے میل جول تہا۔ ”اور اُسکی سب بہنیں ہماری ساتہ تہیں“۔ ایسے لفظ ہیں جسکی معنی ہر ایک عیسائی دیندار اچھی طرح سمجھ سکتا ہی نہ صرف یہی بلکہ خود یسوع اپنی بے عزتی اور رسوائی کا رونا روتی ہیں۔ اور فرماتی ہیں:۔ کہ

”نبی اپنے وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں“

اِن لفظوں پر جنکے نیچے ہمنے خط کھینچ دئی ہیں غور کرو۔ کیا ان کا اطلاق ”ابن اللہ“ اور اور اُس کنواری کی بیٹے پر ہوسکتا ہی۔ جو ”روح القدس“ سے حاملہ ہو۔ اور کیا اُسے ”عمانوئیل“ کہہ سکتی ہیں؟ اور اگر کہہ سکتی ہیں تو کن معنوں میں؟

ایسی کھلی کھلی آیات کی ہوتی یسوع کو پہر بہی ابن اللہ اور کنواری کا بیٹا سمجھنا سخت نادانی ہے۔ یسوع نے بالکل سچ کہا کہ نبی کی اپنی وطن اور گھر میں مطلق عزت نہیں۔ دیندار عیسائی حیران ہونگی۔ کہ اُن کی خدانے یہ کیا بے معنی بات کہی۔ آج تو اونکی عزت خدا کی برابر ہی بات اصل میں یہ ہی کہ اوسکی اپنی گھر والی اور ہموطن اُسے ایک بشر یوسف نجار اور مریم کا بیٹا جانتی تہی اور سوائی چند ماہی گیروں کے کوئی بہی اوسکی نبوت پر ایمان نہ لایا۔ اس سے زیادہ اور کیا بے عزتی ہوگی کہ ایسا

الوالعزم پیغمبر اور یہ تعداد ایمانداروں اور اُن کی یہ اوقات - لیکن اگر فروغ اور عزت حاصل ہوئی تو دیگر اقوام غیر ممالک اور بہت زمانہ بعید میں جبکہ کسی شخص کو اصلی حالات سے آگاہی نہ تہی - اور اس لئے اسے بے خبر اور جاہل مطلق خدا کا بیٹا یا خدا سمجہنے لگ گئے تو کچہ تعجب کی بات نہیں - خود مسیح کی شہادت اپنی نسبت یہی ہی - کہ وہ ایک نبی ہی - خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہے اور جس طرح اس سے پہلے انبیاء اور پیغمبر اپنے گھر اور وطن میں بے عزت ہوئے - اس طرح اسکا حال ہوا - صاف صاف الفاظ میں یسوع اپنے آپکو دیگر انبیاء کی مثل ظاہر کرتا ہی اور ان میں اور اپنے آپ میں کچہ فرق نہیں کرتا - اگر وہ اپنے آپ کو فی الحقیقت ابن اللہ سمجہتا تہا اور نبی سے بڑہکر خیال کرتا تہا - تو کس لئے یہ ضرب المثل اپنے حق میں کہی اگر وہ انبیاء کی جماعت میں سے نہ تہا - تو اسکا اطلاق کسیطرح اوسپر صحیح نہیں ہو سکتا - مگر یہ یسوع کے اپنے الفاظ ہیں اسکا اپنا اقبال ہے اور ہم اسکو صدق دل سے تسلیم کرتی ہیں

اسی واقعہ کو مقدس مرقس (باب ۶ - آئت الغائت ۶) اس طرح تحریر فرماتی ہیں :-

پہر وہاں سے روانہ ہوا - اور اپنے وطن میں آیا اور اوسکے شاگرد اُس کے پیچہے ہو لئے جب سبت کا دن ہوا - وہ عبادت خانہ میں وعظ کرنے لگا - اور بہتوں نے سن کے حیران[۱] ہو کر کہا کہ یہ باتیں

---

[۱] افسوس ہی کہ اس حیرت انگیز وعظ یا لیکچر کو کسی حواری نے نقل نہیں کیا ورنہ ہم بہی اس حیرت کا اندازہ کرتے اور اس میں کچہ شک نہیں کہ جن معجزوں پر آج عیسائی دنیا کو ناز ہی اسوقت لوگ اُسے حکمت ہی سمجہتے تہے اور فی الحقیقت یہی بات ہی کیونکہ مقدس سوانح نگاروں نے اگرچہ یسوع کا وعظ نقل نہیں کیا مگر اُن معجزوں کا ذکر ضرور کیا ہی کہ چند بیماروں کو اچہا کیا اس سے پہلے وہ بیان فرماتے ہیں کہ عبادت خانہ کے سردار کی بیٹی مرگئی اور وہ اسوقت یسوع کے پاس تہا اور اپنی بیٹی کی بیماری کا حال بیان کر رہا تہا کہ لوگ آئے اور اُسے اس حادثہ جانکاہ کی خبر دی - حکیم حاذق یسوع تشخیص کر چکا تہا کہ سردار کی لڑکی کس عارضہ میں مبتلا ہے اُسے فوراً معلوم ہو گیا

• اُس نے کہاں سے پائیں؟ اور یہ کیا حکمت ہے۔ جو اُسے ملی ہو کہ ایسی کرامات اُس سے ظاہر ہوئی ہیں؟ کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں؟ اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ و شمعون کا بھائی نہیں؟ اور کیا اوسکی بہنیں ہماری پاس یہاں نہیں ہیں؟ اور انہوں نے اُس سے ٹھوکر کھائی۔ تب یسوع نے انہیں کہا۔ نبی بے عزت نہیں ہو۔ مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبے اور اپنے گھر میں (اس لئے کہ دایہ کے آگے پیٹ چھپ نہیں سکتا۔ اور کنبے اور گھر والوں کو حضرت کا سب حال پیدائش سے معلوم تھا) اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھلا سکا سوا اُسکے کہ تھوڑے سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اونھیں چنگا کیا اور اُس نے اُن کی بے ایمانی سے تعجب کیا اور آس پاس کے گاؤں میں وعظ کرتا پھرا۔"

مقدس یوحنا (باب ۶۔ آئت ۴۱ لغائت ۴۲) تحریر فرماتی ہیں کہ:-

(کیونکہ سردار علامات اور آثار اور سبب مرض بیان کر چکا تھا) کہ لڑکی کو سکتہ کا عالم ہے اور جاہل لوگ اوس سے مردہ سمجھتے ہیں۔ اِس لئے وہاں سے اُٹھ کر سردار کے گھر آیا۔ گھر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ یسوع نے کہا کہ کیوں بیفائدہ شور و غل کرتی ہو۔ لڑکی تو سوتی ہے لڑکی مر نہیں گئی ف بعض جاہل ہنسے۔ مگر یسوع نے جو کچھ کہا تھا ثابت کر دیا اور لڑکی تندرست ہو گئی (مرقس باب ۵ آئت ۳۵ لغائت ۴۲)

یہ ہے وہ عظیم الشان معجزہ جسے عیسائی دنیا فخریہ بیان کرتی ہے کہ "خداوند یسوع نے مردے زندہ کئے" حالانکہ خود حکیم صاحب فرماتی ہیں کہ

"لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے"

پیراں نمے پرند مریداں می پرانند

”تب یہودی اُس پر کُڑکُڑائے اس لئے کہ اُس نے کہا وہ روٹی جو آسمان سے اُتری میں ہوں ۴۱“

انہوں نے کہا کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جسکے باپ ماں کو ہم جانتے ہیں ؟“

پھر وہ کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اترا ہوں یعنی خدا کا فرستادہ یا پیغمبر یا رسول اللہ ہوں

انہی آیات کے آگے یسوع یہودیوں کی غلط فہمی یہ کہکر دور کرتی ہیں۔ کہ آسمان سے اُترنے سے مراد وہی کچھ ہے جو تم گذشتہ انبیاء کی نسبت سمجھتے ہو۔ جن پر آسمان سے صحیفے نازل ہوئے۔ اب نہ کسی نے ان صحیفوں اور نہ اُن رسولوں کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا۔ لیکن تم شک نہیں کرتے کہ وہ منجانب اللہ تمہاری ہدایت کیواسطے آئے (یوحنا باب ۶۔ آئت ۴۳ لغائت ۴۷)

انہی آیات کے آگے یسوع نے کچھ ایسی بے تکی ہانکی ہے کہ نہ صرف یہودی علماء اُس سے متنفر ہو گئے بلکہ اوسکے اپنے شاگرد بھی برگشتہ ہو گئے یسوع وعظ فرماتے ہوئے شیخی بگھارنے لگے کہ ”تمہارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا اور مر گئے۔ روٹی جو آسمان سے اترتی ہے وہ ہے کہ کوئی آدمی اسے کھا کے نہ مرے۔ میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اُتری۔“ (یوحنا باب ۶ آئت ۴۸ لغائت ۵۱)

بھلا بنی اسرائیل سی غیور قوم کو اتنی تاب کہاں تھی کہ اپنے باپ دادا کی نسبت ایسے کلمات سنیں اور چپکے رہیں لعنت اور نفریں کرتے ہوئے چلے گئے مگر (یوحنا اسی باب کی آیات ۶۰ الخ تک بیان کرتی ہیں کہ) تب اوسکے شاگردوں میں سے بہتوں نے سن کے کہا یہ سخت کلام ہے اسے کون سن سکتا ہے؟

یسوع نے فوراً بات بدل دی اور کہا کہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ تم یہ سمجھ بیٹھے ہو۔ کہ تمہارے باپ دادا مر گئے اور میں نہیں مرونگا۔ نہیں بلکہ میری مراد روحانی زندگی سے ہے جسم تو ضرور مریگا۔ لیکن وہ جو مجھ پر ایمان لائیگا۔ روحانی زندگی پائیگا۔

اگرچہ یسوع نے بہت کچھ کہا سنا دم دلاسا دیا۔ مگر وہ کب مانتے تھے چنانچہ یوحنا لکھتے ہیں کہ

اُسوقت سے اسکے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پہر گئے اور بعد اسکے اسکے ساتہہ نہ چلے" (یوحنا باب ۶۔ آئت ۶۶ ولغائت ۶۶)

[۱]چاروں مقدس سوانح نگار لکہتے ہیں کہ جب یسُوع کی وعظ کا لوگوں میں چرچا ہُوا۔ تو وہ شخص جو یسُوع کے حسب نسب سے بخوبی آگاہ تھے اور یسُوع اور اونکی دیگر رشتہ داروں کو جانتے تہے۔ کہنے لگے کہ گُویا یہ ”بڑہئی کا بیٹا نہیں۔ اسکی ماں مریم نہیں اور اس کی بہائیوں اور بہنوں کے ہم آشنا نہیں“؟ تو پہر یہ حکمت کہاں سے سیکہہ کر آیا ہی جو ایسے ایسے بیماروں کو اچہا کرتا ہی“

[۲]ہیرودیس بادشاہ نے جب سُنا تو کہا ہو نہ ہو یوحنا بپتسمہ دینی والا مردوں سے جی اوٹہا۔
تف ہی اس بُزدلی پر۔ امام جہلا نے کہا کہ ”الیاس ہے“
اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے انہوں نے کہا کہ:۔
”یہ ایک نبی ہی یا نبیوں میں سے کسی کی مانند ہے“

مذکورہ بالا آئت سے واضح ہو جائیگا کہ یسُوع کی نسبت لوگوں کا کیا خیال تہا اُس کے اپنے گھر اور خاندان کے آدمیوں نے اُسے کیا سمجہہ رکہا تہا اوسکی ہموطن اُسے کیا کہتی تہی اور اُسکی شہر والے تو حضرت کو جانتی ہی نہ تہی کہ کس باغ کی مولی ہیں۔ اگر کنواری حاملہ ہوتی اور ”عمانویل“ اوسکے پیٹ سے برآمد ہوتی۔ تو شہر میں ایک غلغلہ ہوتا اور ہر ایک گھر میں چرچا ہوتا اور لوگ انگلیاں اٹہا لیتے۔ کہ

---

[۱] متی باب ۱۴۔ مرقس باب ۶۔ آئت ۱۴ لغائت ۱۶ یوحنا باب ۶۔

[۲] ہیرودیس بادشاہ نے یوحنا بپتسمہ دینے والے (حضرت یحییٰ ابن ذکریا) کو قتل کروا دیا۔ خون ناحق اُسے ہر وقت ستاتا تہا اور اس لئے اُسنے یسُوع کی نسبت خیال کیا کہ یحییٰ مردوں سے جی اوٹہا اور ایسے ایسے کام کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسے یحییٰ کی رسالت پر کسیقدر یقین تہا مگر چونکہ ایک فاحشہ کی عشق میں سرشار رہتا تہا جو اسکی بہائی کی جورو تہی اور اُس سے نکاح کا خواہاں تہا اور حضرت یحییٰ

وُہ کنواری کا بیٹا آتا ہے"۔ مگر یہاں تو معاملہ برعکس ہے۔ یسوع اپنے آپکو ایک نبی اور بے عزت نبی کہتے ہیں۔ جنہیں لوگ لعنت ملامت کرتے۔ منہ پر تہوکتے تھپڑوں سے منہ لال کرتے اور لکدو کوب سے خوب ہی گت بنالیتے اور آپس میں کہتے کہ دیکھو ایک بڑہئی کا بے حیثیت بیٹا آج سردار کاہنوں اور اماموں کے سامنے بڑہ بڑہ کر باتیں بناتا ہے۔ اسکی بہی وہی مثل ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ جو کچھ ہم بیان کر آئے ہیں۔ اگر انصاف پسند طبیعت غور سے مطالعہ کرے۔ تو کچھ شک نہیں کہ اُسی نتیجہ پر پہنچیگا۔ جسپر ہم پہنچے ہیں اُسے یقین ہو جائیگا۔ کہ یسوع ناصری ایک یوسف اور مریم کا بیٹا تہا۔ اور اوسکی اعجازی پیدائش محض جھوٹی کہانی اور زمانہ مابعد کی اختراع اور ابلہ فریب باتیں ہیں مقدس نوشتوں سے کسی جگہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کبہی یوسف یا مریم نے کسی سے اس اعجازی ولادت کا ذکر کیا ہو۔ یسوع ناصری ہمیشہ اپنے کو ایک بے عزت نبی کہتا رہا مقدس متی اور لوقا اور مرقس اور یوحنا نے جو کچھ اس امر کی تائید میں لکھا ہے ہم لفظ بہ لفظ لکھ آئے ہیں اور اب اسکا فیصلہ منصف مزاج نیک دل عیسائیوں پر چھوڑتے ہیں۔ دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں ممکن ہے کہ ہٹ دہرم عیسائی یہ کہیں کہ اگرچہ یسوع نے صاف صاف الفاظ میں اپنے آپ کو نبی کہا۔ مگر آدمی کا لفظ نہیں کہا اول تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک یسوع کو ہم بشر نہ کہیں۔ جسقدر شہادتیں ہم پیش کر چکے ہیں۔ اون کی رو سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ یسوع ایک نبی تہا۔ یا "نبیوں کی مانند ایک تہا" "خدا"۔ یا "خدا کا بیٹا"۔ اور "اعجازی مولود" ہے۔ ان معتبر شہادتوں سے یہ نتیجہ پیدا کرنا کہ وہ خدا تہا یا خدا کا یا کنواری کا بیٹا تہا جو روح القدس سے حاملہ ہوئی تہی۔ صریحاً انصاف کا خون ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ "تا بہ خانہ باید رسانید" کے مقولہ پر کاربند ہوں اور وہ آیات بہی مقدس نوشتوں سے نکال کر پیش کریں۔ جسمیں یسوع اپنی نسبت "آدمی" کا لفظ

بقیہ نوٹ

نے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا۔ اس لئے اُس زانیہ کے کہنے پر حضرت یحییٰ کو قتل کروایا۔ مگر پشیمان بہت ہوا۔

استعمال کرتا ہی۔

مقدس متی (باب ۱۶۔ آئت لغائت ۱۵) فرماتی ہیں :۔ کہ

"اور یسوع نے قیصر یا فلپی کی اطراف میں آکر اپنی شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتی ہیں کہ میں جو آدمی کا بیٹا ہوں کون ہوں ؟ انہوں نے کہا کہ بعضے کہتی ہیں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینی والا ہی۔ بعضے الیاس اور بعضی یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی"۔

اس سے زیادہ اور صاف لفظ کیا ہو سکتی ہیں کہ یسوع اپنی نسبت "آدمی کا بیٹا" کہتا ہی یہ ممکن ہے۔ کہ وہ عیسائی جو کنواری کا حاملہ ہونا ممکنات سے خیال نہیں کرتی ہیں "آدمی کے بیٹے" کے معنی بیل یا لوٹر یا اور کوئی عجیب الخلقت حیوان ظاہر کریں مگر معمولی عقل کا انسان اور ایک بچہ بھی کہہ دیگا۔ کہ آدمی کا بیٹا آدمی ہی ہوتا ہے۔ یسوع نے اپنی نسبت "آدمی کا بیٹا" کہکر درحقیقت اُن تمام شبہات اور شکوک کو رفع کر دیا۔ جس میں عیسائی آج کل پھنسے ہوئی ہیں یہ بالکل حضرات عیسائیوں کی طبیعت کی مقتضی تھا۔ کہ لفظ "آدم" (اگر یسوع اس لفظ سے اپنی ذات کو تعبیر کرتا) کے معنی یہ کرتی۔ کہ روح[1] القدس نے جامہ انسانی پہنا"۔ یا روح القدس آدمی کی شکل و صورت میں نمودار ہوئی"۔ مگر یسوع نے اس تاویل کی بھی گنجائش نہ رکھی اور صاف کہدیا کہ "میں آدمی کا بیٹا ہوں"۔ یعنی روح القدس سے میری ماں حاملہ نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک آدمی کے نطفہ سے اوسکو حمل ہوا۔ اور جو کچھ اوسکا نتیجہ ہوا۔ وہ یسوع ناصری تھا۔

"آدمی کا بیٹا" ایک ایسا جامع لفظ ہے جسمیں سچی اور قدرتی تثلیث کے معنی ہیں

---

[1] اگرچہ یہ تاویل بھی ہماری معنوں کے مخالف نہیں۔ کیونکہ ہر ایک روح نے جامہ انسانی پہنا ہوا ہے اور ہر ایک آدمی اپنے اندر روح رکھتا ہی۔ لیکن چونکہ عیسائی نہایت کوڑ مغز اور نا سمجھ واقع ہوئی ہیں اس لئی اور زیادہ کھول کھول کر سمجھانے کی ضرورت پیش آئی۔

یعنی باپ۔ ماں اور بیٹا یسوع نے اسواسطے یہ جامع الفاظ استعمال کئے۔ کہ اوسکی والدین کی نسبت کسی کو شک و شبہ نہ رہے مگر ہم ان یاوہ گو عیسائیوں کو کیا کہیں جو اُسکی باپ کا سرے سے انکار کرتی ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ کسی شخص کو یہ کہنا کہ تیرا باپ نہیں ہے۔ نہائت مغلظ گالی ہے جسے کوئی باعزت شخص ٹھنڈے دل سے نہیں سُن سکتا۔

مقدس نوشتوں میں بیسیوں مقامات پر یسوع مسیح اپنے آپ کو آدمی کا بیٹا کہتا ہے مقدس مرقس (باب ۸۔ آئت ۳۱) تحریر فرماتی ہیں کہ:-

"پھر وہ انہیں سکھلانے لگا کہ ضرور ہے کہ آدمی کا بیٹا (یسوع) بہت سا دکھ اٹھاوے اور وہ بزرگوں اور سردار کاہنوں سے رد کیا جائے"

مقدس لوقا (باب ۷۔ آئت ۳۳ لغائت ۳۵) لکھتے ہیں کہ (یسوع نے کہا کہ)

"کیونکہ یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا جو نہ روٹی کھاتا اور نہ پانی پیتا تھا۔ اور تم کہتی ہو اسپر ایک شیطان ہے ابن آدم آیا جو کھاتا پیتا ہے اور تم کہتی ہو۔ کہ دیکھو ایک بڑا کھاؤ اور مے خوار آدمی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا دوست"

یسوع نے نہ صرف اپنے آپکو آدمی کا بیٹا اور آدمی ظاہر کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ تمہاری طرح کھاتا پیتا ہوں اور مے نوشی[لہ] کرتا ہوں۔ ایک معمولی آدمی ہوں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یسوع نے کبھی اپنی الوہیت سے انکار کیا اگرچہ مذکورہ بالا شہادتوں کے بعد اس امر کی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن قیاس ہوسکتا ہے کہ جس طرح فی زمانہ پیر پرست اپنے اُستاد کو خدا بلکہ خدا سے بھی بڑھکر رتبہ دیدیتی ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ کسی خوش اعتقاد شاگرد نے مجذوب کی طرح بڑ ہانک دی ہو۔ کہ آپ تو خدا ہیں۔ بلکہ

[لہ] اس میں کچھ شک نہیں کہ یسوع خورندہ بھی بڑا کا تھا۔ جو کچھ سامنے آتا چٹ کرجاتا۔ باوجود اسکی کہ سردار کاہنوں اور فریسیوں وغیرہ کا سخت دشمن تھا۔ اور ہمیشہ اونکی نسبت نہائت ناملائم

غلط کہے یہی باب ہیں اوستادان عیسائیوں کے ہاتھ ایک سند آگئی ہو۔ اگرچہ کسی شاگرد کا اسطرح یاوہ گوئی کرنا فی الحقیقت صحیح جھک مارنا ہو اور نہ تو اوسکی ژاژخوائی پر کوئی توجہ ہوگا۔ اور نہ وہ معتبر شہادت ہوسکتی ہی۔ مگر ہم نہیں چاہتے کہ عیسائیوں کو ایسی ایسی کمزور دلائل کے پیش کرنیکا بھی موقع دیں۔

حواریوں مقدس سوانح نگار لکھتے ہیں کہ جب یسوع نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ میں جو ایک آدمی کا بیٹا ہوں۔ چنانچہ میرے گھر کے لوگ اور گانووالے مجھے جانتے ہیں اور سردار کاہن اور امام اور دیگر بزرگ بھی میری ماں مریم اور باپ یوسف اور دیگر بھائی بہنوں کے آشنا ہیں تو عوام کالانعام کا میری نسبت کیا خیال ہے۔ شاگردوں نے کہا۔ کہ مختلف روائتیں اور افواہیں ہیں۔ کوئی تو کہتا ہی کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے کوئی کہتا ہی الیاس ہی۔ کوئی کہتا ہی کوئی نبی ہی۔ غرض کوئی کچھہ اور کوئی کچھہ جتنے منہہ اتنی ہی باتیں۔ یسوع نے پھر کہا کہ خیر وہ تو جاہل ہیں اور جانتے نہیں کہ میں کون ہوں۔ تم ہی بتاؤ۔ کہ میں کون ہوں"؟ (متی باب ۱۶۔ آئت ۱۵) اور مرقس باب ۸۔ آئت ۲۹)

بقیہ فٹ نوٹ

اور ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا رہا۔ مگر جہاں کسی نے کھانے کے لئے بلایا فوراً جا براجے اور بعض اوقات تو اُن نہ مان میں تیرا ایمان پرعمل کرتے۔ رنڈیوں اور فاحشہ عورتوں کا مال بھی آپ پر مباح تھا۔ اور جب اُن کے کہانے اور عطا وغیرہ کی تولنفیح سے فارغ ہوتے۔ تو بے تکلف اُن کی گناہ معاف کرتے۔ اور مے نوشی کا ایسا لپکا کہ ع "چھٹتی ہی نہیں منہہ سے یہ کافر لگی ہوئی" دخت رز سے آپ کا خاص تعلق تھا۔ اور ہر وقت اوسکی محبت اور الفت میں سرشار بلکہ بدست رہتے تھے۔ اونکی خواہش تھی کہ کیا اچھا ہوتا۔ اگر دنیا میں بجائے پانی کے مے ہوتی۔ اور چونکہ آپکو کشید کا طریقہ بھی آتا تھا۔ اس لئے ایک دفعہ دس مٹکے شراب بنا کر ایک برات کے موقعہ پر سب آدمیوں کو اُلّو بنایا۔ افسوس ہی کہ کسی مقدس حواری نے اپنے اوستاد کی حرکات وسکنات اور قول وفعل کا اس حالت مستی میں فوٹو نہیں کھینچا۔ ورنہ یہ ثابت

یسوع کا اپنے شاگردوں سے اس طرح سوال کرنا اور پھر یہ جتانا کہ میں آدمی کا بیٹا ہوں " ضرور دھوکے میں ڈالتا ہو۔ مگر مقدس شاگرد اس قسم کی پہیلیوں کے سلجھانے اور ایسے معمے حل کرنے کے عادی تھے وہ فوراً سمجھ گئے۔ کہ یسوع کا مطلب کیا ہے وہ اپنے حسب نسب اور اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی نسبت نہیں پوچھتا بلکہ اپنی نسبت سوال کرتا ہے کہ میں کون ہوں ؟ انہوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور حالات بھی ایسا تقاضا کر رہے تھے کہ وہ یہ سمجھیں کہ وہ اپنے مرتبہ کی نسبت سوال کر رہا ہے چنانچہ شمعون لہ پطرس نے جواب دیا کہ " تو تو مسیح ہے " (مرقس باب ۸ آئت ۳۰)

بقیہ فٹ نوٹ ۔۔ ہی عجیب اور خوش کن نظارہ ہوتا ہوگا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ فقرات جن سے اب بھی شراب کی بو آتی ہے۔ اور جسے سنکر یہودی علما اور اوسکے شاگرد اسپر لعنت ملامت کرتے تھے۔ ایسی ہی حالت میں کہے ہونگے۔ جبکہ آپنے فلک سیر کھائی ہوگی۔ یہ ہے اعلیٰ نمونہ پرہیزگاری کا۔۱۲

لہ شمعون پطرس یسوع کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ممتاز اور اعلیٰ درجہ رکھتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ اسے اپنے استاد کی ساتھ بولے درجہ کی الفت و عشق کے درجہ پر پہنچ گئی تھی اور ہمیشہ سایہ کی طرح اوس کے ساتھ رہتا تھا۔ اور اسلئے یسوع کے حال سے بخوبی واقف تھا۔ جہاں کہیں وفاداری اور جاں نثاری کی گفتگو ہوتی حضرت پطرس اوستاد کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو تیار ہو جاتے۔ اور اُن کے کہنے کی تو بھی بھلی۔ یسوع کی موجودگی میں تو ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ اون کے قول و فعل کی صداقت کا امتحان ہوتا۔ مگر اسوقت جب یسوع کو صلیب دینے کے لئے لے جا رہے تھے ثابت ہو گیا کہ حضرت جو کچھ نہایت جوش و خروش کے ساتھ اپنی خلوص نیت اور وفاداری اور جاں نثاری کی نسبت ابتک فرما چکے تھے نری گپ اور سفید جھوٹ اور زبانی جمع خرچ تھا۔ اگرچہ یہ ایسا نازک موقع اور مصیبت کا وقت تھا کہ سب شاگرد یسوع کو چھوڑ کر بھاگ گئے (متی باب ۲۶۔ آئت ۵۶) اور ایک ایک کر سب چلتے پھرتے نظر آئے۔ تف ہے ان گیدیوں کی بزدلی اور بیوفائی پر ✚

• یسوع نے جواب دیا کہ "خبردار میں تجھے تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ کسی شخص سے یہہ مت کہو" (مرقس باٹ آئت ۳۱)

مقدس متی نے "زندہ خدا کا بیٹا" لکھا ہی۔ جو مقدس مرقس نے نہیں لکھا۔ اصول

بقیہ حاشیہ

مگر یہ امید ہو سکتی تھی۔ کہ پطرس سا جان نثار کم از کم مرتے دم تک تو اپنے اوستاد کا ساتھہ دیگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ درحقیقت یہ حضرت نہائت ہی بزدل تھے اور جس طرح ایسے ڈرپوک بظاہر اپنی دلاوری اور بہادری کی ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ اوسیطرح یہ بھی نری لاف و گزاف کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور اور جسوقت یسوع نے اپنا ارادہ وطن کی طرف لوٹنے کا ظاہر کیا اور اپنے شاگردوں کو یہ بھی بتایا کہ ضرور ہی کہ ابن آدم بہت سا دکھہ اٹھائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں سے رد کیا جائے مرقس باٹ آئت ۳۱) تو حضرت پطرس کا اسیوقت ماتھا ٹھنکا تھا۔ کہ اب آئی ہماری شامت چنانچہ مارے ڈر کے اسیوقت ریشہ خطمی ہو گئے۔ اور اپنے اُستاد (مرقس باٹ۔ آئت ۳۲ لغائت ۳۸) ہاتھہ پکڑ کر علیحدہ لیجا کے نہائت برافروختہ ہو کر اور غصہ کے لب لہجہ میں کہا کہ تم بھی عجب بیوقوف ہو۔ کہ اپنے پاؤں پہ آپ کلہاڑی مارتے ہو۔ میاں کچھہ ہوش کرو۔ عقل کے ناخن لو۔ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ تم تو دنیا میں حکیم حاذق مشہور ہو۔ مگر آج ثابت ہوا کہ نرے پاگل ہو۔ تھوڑے دن ہوئے کہ وہاں سے بھاگے اور جان بچا کر نکل آئے ہمنے بھی تمہارے ساتھہ وطن چھوڑا۔ عزیز و اقارب سے منہ موڑا۔ اب یہ آپ کے سر میں کیا سمائی ہی کہ پھر اسی جگہ آپ سے آپ موت کے منہہ میں جاتے ہو ہمنے تو یہی سمجھا تھا کہ چلو جان بچی لاکھوں پائے مگر معلوم ہوتا ہی کہ آخر ہمیں جان پر کھیلنا ہوگا مگر ایک جا ہمارا کیا بگاڑیگا۔ آپ ہیں کہ اس شفقانہ نصیحت پر کان ہی نہیں دہرتے اور ہم ہیں کہ برابر سمجھائے جاتے ہیں۔ استاد صاحب! سوچو تو سہی کہ یہودی آپکے خون کے پیاسے آپکو کب زندہ چھوڑینگے صرف بقول آپکے آپ بہت سے دکھہ ہی نہ اوٹھائینگے بلکہ الیقین کامل ہی کہ جیتے نہ پھرینگے اور اسجگہ تو آپکا کچھہ بازار گرم ہوتا جاتا ہے۔ وہاں کونسی عزت ہو رہی ہی

قانون شہادت کی رو سے تو دونوں کو رد کرنا چاہئے۔ مگر ہم فرض کر لیتے ہیں کہ مقدس متی نے جو کچھ لکھا ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اگرچہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جگہ صرف "مسیح" کا لفظ ہی کافی تھا۔ اور یہ الفاظ کہ "زندہ خدا کا بیٹا" زمانہ مابعد کی اختراع

جاتی تھی لوگ آوازے کستے تھے۔ بے نقط گالیاں سناتے تھے اور لات مکا سے لکد کوب سے آپ کی گت بناتے تھے معاذ اللہ ہم سے یہ بے عزتی تو برداشت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ خدا کے لئے اوس مرنے کا خیال دل سے نکال دیں اور صرف ہماری ہی نہیں بلکہ اس میں آپ ہی کی بہتری ہے اور ہم آپ ہی کے بھلے کی کہتے ہیں۔ ورنہ جہاں ہمارے سینگ سمائینگے وہاں چلے جاوینگے"

شاگرد رشید کے پند و نصائح کا اثر استاد پر الٹا پڑا۔ سمجھ لیا کہ ذرا باتونی اور گاؤدی ہے۔ اور وقت پڑی ساتھ تو کیا دیگا ڈر ہے کہ دشمنی پر کمربستہ نہ ہو جاوے۔ اسی لئے نہایت جھنجلا کر کہا۔ کہ "او شیطان میرے سامنے سے دور ہو کیونکہ تو خدا کی چیزوں کی نہیں بلکہ انسان کی چیزوں کی فکر کرتا ہے۔" (مرقس باب ۸ آیت ۳۳)

بزدلی اور بیحیائی لازم و ملزوم ہیں اس لئے مقدس پطرس اگرچہ کسیقدر کھسیانے ہوئے کہ استاد پر اونکا حال آئینہ ہو گیا مگر پھر کہا۔ کہ "اچھا آپ اگر نہیں مانتے تو نہ سہی ہمنے تو سمجھانا تھا سمجھا دیا اب ہمسے یہ تو نہیں ہو سکتا۔ کہ آپکا ساتھ چھوڑ دیں"

غریب مچھوے کو یقین تھا۔ کہ یسوع ایکنہ ایکدن یہودیوں کا بادشاہ ہونیوالا ہے اور جب وہ وقت آئیگا۔ تو اگر اس حکومت میں سے حصہ نہ ملا۔ تو وزارت تو کہیں نہیں گئی اور اسی امید پہ اودہار کھائے بیٹھے تھے اونکا استاد بھی خوب جانتا تھا کہ ان کے دل میں کیا کچھ گذری ہے اور انہوں نے زعم ناقص میں کیا بیہودہ خیال پکایا ہے اور اگرچہ وہ انہیں وقتاً فوقتاً جتاتا رہا۔ کہ اونکا خیال خام اور غلط ہے مگر وہ نہ سمجھے اور نہ سمجھ سکتے تھے کیونکہ اوستاد اونہیں ہمیشہ پہیلیاں بجھواتا رہا اور تمثیلوں میں گفتگو کرتا رہا۔ بے علم جاہل کیا خاک سمجھتے۔ جب کبھی استاد کو منہہ سے

ہے۔ جو متن میں زیادہ کیگئی ہے۔ اور اس قسم کی بیسیوں مثالیں مقدس نوشتوں

بادشاہت" کا لفظ نکلتا وہ یہی سمجھتے کہ وہ وقت بہت قریب ہے۔ جب ہم بادشاہ بنینگے۔ اور اسی لئے یسوع نے اس موقع پر پطرس کو کہا کہ شیطان! تجھے ہر وقت یہی دھن لگی ہوئی ہے اور انسانی جاہ و حشمت کو دیکھتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا۔ کہ میں روحانی امور میں گفتگو کرتا ہوں"۔

بیچارہ مچھوا نہ پہلے سمجھا تھا۔ اور نہ اب سمجھا۔ اُسے یقین تھا۔ کہ اُستاد صاحب اُس سے وعدہ فرما چکے ہیں کہ "میں تجھے زمین و آسمان کی کنجیاں دونگا۔ اور تیرا زمین و آسمان پر یکساں حکم ہوگا" (متی باب ۱۶۔ آیت ۱۸ لغایت ۲۰)

اب ہم اُس واقعہ کو بیان کرتے ہیں کہ جب یسوع وطن میں آیا اور جس بات کا پطرس کو ڈر تھا وہی ظہور میں آیا۔ رات کا وقت تھا اور سب شاگرد اُستاد کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے یسوع نہایت دلگیر تھا۔ کیونکہ صبح اوسکی گرفتاری کا دن تھا۔ اور اوسکا علم اُسے ہو چکا تھا اُس نے اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہا کہ "دیکھو کوئی دم میں صبح ہوتی ہے اور ابن آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جائیگا۔ یہ میری آخری وصیت ہے ثابت قدم رہنا اور ٹھوکر نہ کھانا"۔

پطرس نے اپنی معمولی ستوزہ میں جواب دیا کہ "اگرچہ سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں۔ پر میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا"۔ (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۳)

یسوع نے اوسکی طرف دیکھکر کہا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو نہایت ہی بزدل ہے۔ اور ہمیشہ لاف زنی کیا کرتا ہے یاد رکھ کہ جس وقت مجھے گرفتار کیا جائیگا۔ تو بڑملا میرا انکار کریگا۔ اور ایک دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ (یعنی اکثر دفعہ) اور دیکھ یہ پہٹنے کو تیار ہے اور جب تک مرغ بانگ دے۔ تو میرا تین دفعہ انکار کریگا"۔ (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۴)

پطرس نے جب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے دل کو ٹٹولا۔ تو محسوس کیا کہ خوف کے مارے دھڑک رہا ہے مگر پھر بھی کڑک کر جواب دیا کہ "یہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر آپ کے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے

میں موجود ہیں۔ جہاں ترجمہ کرتے وقت حرارت محسوس ہوئی۔ کہ اصل عبارت کا لفظ اور اسکا

تو بھی آپکا انکار نہ کرونگا"۔ سب شاگردوں نے پطرس کی ہاں میں ہاں ملائی اور ہر ایک نے پطرس کے لفظ دہرائے (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۵)

اس کے بعد مقدس سوانح نگار یسوع کے غم والم اور ماندگی کا فوٹو کھینچتے ہیں کہ وہ کسطرح مرنے پر رضامند نہ تھا۔ مگر تقدیر اُسے کشاں کشاں دار کی طرف کھینچ رہی تھی۔ اُس نے بہت چاہا۔ اور رو رو کر دعائیں مانگیں کہ ساغر موت کے تلخ گھونٹ اُسے پینے نہ پڑیں"۔ (متی باب ۲۶۔ آیت ۳۹) مگر وقت آپہنچا تھا۔ اور یہ ایسا وقت تھا کہ مسیح کی دعائیں سب بے اثر ثابت ہوئیں اگرچہ اوسکا دل اندر ہی اندر بیٹھتا جاتا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا۔ کہ آخر مرنا ہے اس لئے یہ کہکر کہ

ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد

مرنے کیلئے تیار ہو گیا۔ اور صبح ہونے سے پہلے پہلے دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہوا۔ وہ بھی اسطرح ایک شاگرد یہوداہ اسقریوطی نے دشمنوں سے صرف تیس روپیہ لیکر پتہ بتا دیا کہ حضرت استاد صاحب فلاں جگہ چھپے بیٹھے ہیں۔ اسوقت جیسا کہ یسوع کو امید تھی سب شاگرد فرو ہو گئے اور ایسے گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جاں نثار رسول پطرس کہاں تھے اور کیا کر رہے تھے۔

اسوقت جبکہ کوئی شخص یسوع کے منہ پر تھوکتا تھا اور کوئی گھونسے ملتا تھا۔ اور کوئی طمانچے اور کوئی مضحکہ اڑاتا تھا اور سب کہتے تھے۔ کہ "اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا؟" غرض اسوقت جبکہ لوگ چپکے سے اوسکے پیچھے آتے اور چپت رسید کر کے لوگوں میں غائب ہو جاتے۔ اسوقت جبکہ بے عزتی کا کوئی دقیقہ ان ظالموں نے اٹھا نہ رکھا۔ حضرت پطرس باہر دالان میں بیٹھے اُن مردودوں کی خوش فعلیوں پر خون جگر پی رہے تھے اور "نوجی" کی طرح باربار کہتے تھے کہ "واللہ نہ ہوئی کرولی۔ ورنہ ان موذیوں کے پیٹ میں پھونک دیتا"۔

وہ دور ہی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک بڑھیا عورت کی نظر اس پر پڑی اور قریب آکر کہا
"اُرے مردوی تو یہاں کیا کھڑا ہے کیا تو بھی یسوع صلیبی کا ساتھی ہے؟"
دلاور پطرس کو اتنی تاب کہاں تھی کہ ایسی تہمت کا جواب دیتے سب کے سامنے کہا کہ تو جھوٹ کہتی ہے اور میں نہیں جانتا۔ کہ تو کیا کہتی ہے؟"

بیدار عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت پطرس نے بڑھیا کا مطلب نہ سمجھا ہو۔ اور اسلئے کہا۔ کہ میں نہیں جانتا۔ تو کیا کہتی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کیونکہ بڑھیا اُس وقت ایسی زبان میں گفتگو کر رہی تھی۔ کہ مقدس پطرس نہیں سمجھ سکتے تھے اور ابھی تک روح القدس کا نزول اوپر بصورت زبانہ آتشیں نہ ہُوا تھا۔

اسکے بعد حضرت پطرس نے خیال کیا کہ اب راز افشا ہُوا چاہتا ہے اب یہاں ٹھیرنا مناسب نہیں چلو چپکے سے کھسک چلیں۔ چنانچہ اُن سے ڈرتے ڈرتے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور دبے پاؤں باہر کا رستہ لیا۔ مگر شامت اعمال سر پر سوار تھی۔ ایک شخص نے حضرت کو دیکھا۔ کہ چوروں کیطرح سے باہر جاتے ہیں لوگوں کو آواز دیکر کہا" ہو نہ ہو یہ بھی یسوع ناصری کا ساتھی ہے۔"
حضرت پطرس کے قدم وہیں گڑ گئے رنگ فق ہو گیا۔ لب خشک ہو گئے۔ منہ سے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن آواز حلق میں بند ہو گئی۔ بدن پر رعشہ طاری ہو گیا۔ اور سمجھ لیا کہ اب چھٹکارا نہیں۔ دہری گئے۔ دل میں ہزاروں صلواتیں اُستاد صاحب کو دیں کہ ع

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

لگ گرد ہوگئی تو آپ نے قسم کھا کر کہا کہ "میں تو اس شخص کو نہیں جانتا۔" (متی باب ۲۶۔ آیت ۷۲)

اِن لوگوں کو آپ کی قسم پر یقین آگیا اور چلے گئے اب کیا تھا۔ حضرت پطرس کی جان میں جان آئی۔ اور خیال کیا۔ کہ بُرے پھنسے تھے۔ لیکن زندگی کے دن کچھ باقی تھے کہ بچ رہے ع

اوسکے ساتھہ ایک اور فقرہ بڑہا دیا گیا ہی۔ لیکن ہم اس جگہ اس پر بحث نہیں کرتے اسے علیحدہ

ستیہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

"ہت تیرے اوستاد کی ایسی تیسی! کمبخت آپ تو ڈوبا تہا۔ مجھے بہی لے ڈوبا"

لیکن بنی اسرائیل بہی ایک ہی کائیاں تھے۔ وہ حضرت پطرس کو ایسے کب چھوڑتے تھے ایک اور شخص نے آپکو دیکھکر کہا۔ کہ "اسے تو مینے اکثر یسوع ناصری کے ساتھہ دیکھا ہی۔ لینا۔ جانے نہ پائے"۔

یہ تو ممکن نہ تہا۔ کہ حضرت پطرس بہاگ کر جان بچاتے نہ ان میں اتنی ہمت تہی۔ وہیں سے اوستاد صاحب کو برا بہلا کہنا شروع کیا۔ کہ "میں اس ملعون کو جانتا ہی نہیں۔ خدا کی قسم مینے آج سے پہلے اس کی صورت تک نہیں دیکھی۔ لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہی کہ ناحق مجھ راہگیر پر بہتان باندہتے ہو۔ بہلا اس گپی کے ساتھہ میرا کیا تعلق۔ میں بیچارہ قسمت کا مارا ایک غریب مچھوا۔ ککڑوں کو بیا! ککڑوں کو لیلا! ککڑوں کوں !

چونکہ پطرس سب سے زیادہ معزز محترم شاگرد ہی اسلیئے اس کے حالات لکہنے کے بعد اس امر کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ دیگر حواریوں کا حال لکہا جاوے۔ اسی پر سب کو قیاس کر لو۔ کہ جب مصیبت پڑی تو سب کے سب بہاگ گئے اور ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا۔ اور دوسرے نے قسم کہا کہا کر اوسیوع پر لعنت بھیجکر اوسکا انکار کیا۔ کیا کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہی کہ ان بزرگوں کو یقین تہا کہ وہ کنواری روح القدس سے حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی جو انکا اُستاد یسوع مسیح تہا۔ حیف اُنپر اور اُن کے ایمان پر۔ یہ کیسی ریاکار جماعت تہی کہ بیچارے یسوع کو خود پکڑوا دیا۔ اور جب وہ گرفتار ہوا۔ تو ایک ایک کر کے سب گیدی بہاگ گئے اور اس معزز شاگرد نے بہلا اسپر لعنت کی۔ کیا ایسے شخصوں کی شہادت پر اعتبار ہو سکتا ہی۔ کوئی دانا آدمی کبہی اعتبار نہ کریگا۔ یہ نادان دوست تو یسوع کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ جو کچہ اوسکی تعلیم تہی اُسے یہ جاہل مطلق نہیں سمجھ سکتے تہے۔ بہلا غریب

لکھینگے۔ اِس جگہ ہم اِس لغویات کو بھی حضرات عیسائیوں کی خاطر تسلیم کرتے ہیں کہ شمعون پطرس

مچھوے جنہیں یسوع یہ کہکر کہ "آؤ بجائے مچھلیوں کے میں تمہیں آدمیوں کا شکاری بناؤنگا" اپنے پیچھے لگا لایا۔ اُس روحانی تعلیم کو کیا سمجھہ سکتے۔ جسکے سمجھنے کیلئے آج عیسائی دنیا سر دھنتی ہے اور ایک حرف بھی نہیں سمجھہ سکتی۔ اور وہ زمانہ ہی ایسا تہا۔ کہ اِدہر یسوع کے منہہ سے اِس قسم کا کوئی کلمہ نکلا۔ اور اِدہر لوگوں نے کہا کہ یہ کفر بکتا ہے اور گھونسوں۔ لاتوں اور طمانچوں سے خوب خبر لیتے اِن شکاری حیوانوں کو اگرچہ تمام عمر تعلیم دیتا رہا۔ مگر معلوم ہُوا۔ کہ ؎

برتو نیکاں نہ گیرد ہر کہ بنیادش بداست
تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد است

کیا اچھا کہا ہے کہ ؎

زمینِ شورہ سنبل بر نیارد + درو تخم عمل ضائع مگرداں

یسوع کی تمام کوشش اکارت اور سب محنت ضائع اور تعلیم بے اثر گئی ؎

گفتہ گفتہ او شدہ بسیار گو + لیک شاگردی نہ شد اسرار جو

اب ہم منصف مزاج عیسائیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ یسوع کی گرفتاری کے وقت جو کچھہ مقدس شاگردوں نے اُن کے ساتھہ سلوک کیا۔ اُس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اسوقت اُن کے قول و فعل ایمانداروں کے سے تھے یا مردود کافروں کے۔ کیا جس شخص نے یسوع کا انکار کیا اور قسمیں کہا کہا کر اوسکا انکار کیا اور اوسپر بار بار لعنت بھیجی کیا ایسا شخص خود ملعون اور مردود نہیں؟ اور کیا ایسے یاوہ گو لاف زن کی زبان کا اعتبار ہو سکتا ہے جس منافق کے دل میں کچھہ ہو اور منہہ پہ کچھہ۔ یسوع نے کئی ایک دفعہ اپنے شاگردوں کو کہا۔ کہ تم بے ایمان ہو اور اگر رائی کے دانہ کے برابر تم میں ایمان ہو۔ تو تم سے عجیب عجیب امور ظہور میں آئیں۔ یسوع جھوٹا نہیں تہا۔ اس لئے جو کچھہ کہا اُس نے بالکل سچ کہا۔ اور واقعات نے بھی یہی ثابت کر دیا کہ یہ سب کے سب بے ایمان تھے کیا ان بے ایمانوں کی باتوں کا اعتبار ہو سکتا ہے کیا ان منافقوں کی شہادت معتبر ہے؟ ہرگز نہیں ٭

نے اپنی معمولی لاف زنی اور خوشامدانہ لہجہ میں یہ لفظ کہ "تو تو مسیح زندہ[ط] خدا کا بیٹا ہے" کہہ گیا ہوگا۔

[ط] اب ہم بتلاتے ہیں کہ "زندہ خدا کا بیٹا" کسے کہتے ہیں۔ جبوقت پطرس نے کہا کہ تو تو زندہ خدا کا بیٹا ہے۔ یسوع نے نہایت تاکید کی بلکہ حکم دیا کہ خاموش رہ اور کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا۔

یہ کیوں؟ اگر یہ سچ تھا کہ وہ زندہ خدا کا بیٹا تھا۔ اور فی الواقع یوسف اور مریم کا بیٹا نہ تھا تو کیا شرم دامنگیر تھی کہ شاگردوں کو منع کیا کہ خبردار کسی شخص سے اسکا تذکرہ نہ کرنا۔ اُسے تو ڈنکے کی چوٹ یہ کہنا چاہئے تھا۔ کہ میرا باپ خدا ہے اور کوئی نہیں اور میری ماں مریم اوسی سے حاملہ ہوئی ہے۔ یہ کیسی شرم دامنگیر ہے جو فی الحقیقت چھپائی ہے کہ اپنے باپ کو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ یسوع جانتا تھا۔ کہ چونکہ وہ یوسف اور مریم کا بیٹا ہے۔ اس لئے کوئی شخص اس صوفیانہ نکتہ کو حل نہ کرسکیگا اگر اسی اوسکی شاگرد لوگوں کو یہ کہتے پھریں کہ "وہ زندہ خدا کا بیٹا ہے"۔ تو کون شخص اعتبار کریگا وجہ یہ کہ کوئی سمجھ نہیں سکتا کہ اسکے کیا معنی ہیں۔ ناحق کے کفر کے فتوے صادر ہونگے اور لوگوں میں بدگمانی اور غلط فہمی کیوجہ سے بجائے اصلاح کے اور فساد پیدا ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں منع کیا کہ خبردار کسی شخص کو اس راز سے آگاہ نہ کرو۔ سوچو اور غور کرو۔ کیا ایک نبی مرسل۔ ابن اللہ کی شان کے شایاں ہے کہ چند مجہولوں کو خلوت میں چپکے چپکے کچھ کہے اور پھر اُن کے منہ پر مہر سکوت لگادے تاکہ وہ کسی اور کو کچھ کہہ نہ سکیں بھولے بھالے سادہ لوح عیسائی اسکا جواب دیں کہ کیوں تاکیدی حکم دیا کہ کسی سے ایسی بات نہ کہو۔ تم تو کیا ہم ہی تمہیں بتاتے ہیں لو سنو! اگر تمہارے کان سننے کے ہوں۔

جن حضرات نے علامہ محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ اور خواجہ محمود شبستری کی گلشن راز اور دیگر بزرگوں کی صوفیانہ کتب کا مطالعہ کیا ہے جنکی نظروں سے لوائح جامی مرزا عبدالقادر بیدل کی نکات اور چہار عنصر بلکہ کلیات اور خواجہ حافظ اور دیگر شعرا کا کلام گذرا ہے۔ ان پر بخوبی روشن ہے کہ یہ لوگ کس رنگ میں رنگے ہوئے تھے یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ ایشیائی شاعری کا ماخذ اور مصالح تصوف ہے۔ مولانا روم کی مثنوی سے زیادہ کوئی کتاب مقبول عام نہیں ہوئی خواہ عوام الناس اسکا مطلب

لیکن اس کے جواب میں یسوع نے اسے کیا کہا؟ یسوع نے اسے تاکیدی حکم دیا کہ خبردار

سمجھیں یا نہ سمجھیں اسے نہایت ذوق شوق سے پڑھتے اور سنتے ہیں نیز ایسی کتابیں ہیں جنمیں وہ نکات صوفیانہ حل کئے گئے ہیں کہ بائیبل کو اسکی خبر بھی نہیں مگر اسپر بھی اگرچہ ان بزرگوں کو اولیاء اللہ اور بزرگ تسلیم کیا جاتا ہے مگر ان میں سے ایک بھی کفر کے فتویٰ سے نہیں بچا۔ وجہ یہ کہ جو کچھ یہ کہتے تھے۔ عام لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے تھے اور جو کچھ سمجھتے تھے اسے کفر سمجھتے تھے۔ ٹھیک اوسیطرح جس طرح فریسی یسوع کا کلام سنکر کہتے تھے کہ یہ کفر بکتا ہے (متی باب ۲۶ آئت ۶۵) اور اس لئے واجب القتل ہے منصور نے "انا الحق" کہا۔ اور دار پہ کھینچا گیا درحقیقت نہ تو منصور خدا تھا اور نہ خدا منصور۔ لوگوں نے نہ سمجھا۔ اور جو کچھ سمجھا۔ تو یہی کہ یہ شخص اپنے آپ کو خدا کہتا ہے کفر بکتا ہے اور اس لئے واجب القتل ہے علامہ محمود شبستری نے گلشن راز میں اس نکتہ کو واضح حل کیا ہے کہ:۔

درآ در وادی ایمن تو ناگہ　　درختے گویدت انی انا اللہ
روا باشد انا الحق از درختے　　چرا نبود روا از نیک بختے

یعنی جسوقت موسیٰ نے وادی ایمن میں آگ کا شعلہ دیکھا اور اوسکی طرف گئے تو حیران رہ گئے کہ ایک آگ کا شعلہ ایک بوٹے میں مشتعل ہے مگر بوٹا جلتا نہیں۔ یہ اسی حیرت میں تھے کہ بوٹے سے آواز آئی کہ بیشک تیرا خدا اور تیرے باپ دادوں کا خدا ہوں (خروج باب ۳ - آئت ۶)

اب یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک بوٹا حضرت موسیٰ اور اوسکے باپ دادوں کا خدا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ نہیں اور نہ حضرت موسیٰ اسکے یہ معنی سمجھے۔ بوٹا تو ایک بے حقیقت شے تھی اوسپر جلوہ الٰہی ہوا۔ اور اسی سے انی انا اللہ کی آواز آنے لگی۔ فی الحقیقت نہ بوٹا خدا تھا اور نہ خدا بوٹا۔ اسی طرح منصور کا حال تھا۔ کہ جب اوسکے قلب پر جلوہ ہوا۔ اوسکے منہ سے انا الحق کی صدا برآمد ہوئی۔ درحقیقت نہ منصور خدا تھا۔ نہ خدا منصور۔ مگر لوگوں نے یہی سمجھا کہ وہ دعویٰ خدائی کرتا ہے اور واجب القتل ہے

کسی شخص سے اسکا ذکر نہ کرنا (مرقس باب ۸ - آیت ۳۰)
اگر یہ سچ ہوتا - کہ یسوع خدا کا بیٹا تھا - تو کیوں پطرس کو منع کیا؟ ایسی کیا

نمبر ۱ یسوع مسیح اور منصور کے حالات اسقدر مشابہ ہیں کہ یہ کہنا ناموزوں نہ ہوگا کہ منصور مثیل مسیح تھا - ذیل میں ہم اُن واقعات کو لکھتے ہیں - جو اس مماثلت کو بخوبی ثابت کردینگے -

خلفاء عباسیہ کا دور دورہ تھا - اسوقت دار الخلافت بغداد میں مقتدر باللہ ابو الفضل جعفر ابن معتضد (۲۹۵ھ ۹۰۸ء سے ۳۲۰ھ ۹۳۲ء تک) حکمراں تھا - حسین منصور جسکے نام سے بچہ بچہ واقف ہی اسی خلیفہ کے عہد میں گذرا ہی - پیشہ ملاحی تھا - اور زہد و تقوی اور علم و فضل کے باعث مشہور تھا - اکثر جنیدؒ و شعبیؒ کے صحبت میں رہتا تھا - صاحب تصنیف تھا - اور تصوف کے مضامین بشکل عبارات اور حقائق و اسرار معانی و معارف کو فصاحت و بلاغت سے ادا کیا - علماء عصر و مشائخ کبار کا اختلاف ہوا - کوئی کہتا تھا کہ حلولی ہی اور کوئی اتحادی اور بہت تھوڑے تھے جو اوسکی کلام کا مطلب سمجھ سکتے تھے انمیں ابن عطاءؒ عبد اللہ خفیفؒ شبلیؒ ابو القاسم نصر آبادی قائل تھے کہ منصور موحد ہی اور اُسکی تصنیفات سے توحید باریتعالی کا اظہار ہوتا ہی - مگر علماء ظاہر کا غلبہ تھا - اور اس لئے حسین منصور کے برخلاف فتوی کفر طلب کیا گیا - اسپر جرم یہ لگایا گیا - کہ وہ "انا الحق" کہتا ہی تمام علماء اور اکثر مشائخ نے اس فتوی پر اپنی مواہیر ثبت کردیں - اور قرار پایا - کہ حسین منصور حلاج واجب القتل ہی ؎

واجب القتل اُس نے ٹھیرایا
اُنکو سے روا نعوذ مجھے

خواجہ عطارؒ تذکرۃ الاولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حسین کو صلیب پر کھینچنے کیلئے لے جارہے تھے شہر کے لوگ پتھر مارتے تھے منصور کا جسم جابجا زخمی ہوکر خون آلود ہو رہا تھا - مگر یہ دلاور ایسا ثابت قدم رہا - کہ اپنے کسی فعل اور قول اور خفیف سی حرکت سے بھی اس امر کا اظہار نہ کیا کہ وہ درد کو محسوس کررہا ہے - اسی اثنا میں شبلیؒ اُسکے قریب آئے - اوسکے ہاتھ میں ایک پھول تھا - منصور کی طرف پھینکا

شرمعا منگیر تھی کہ اپنے والد ماجد کا نام ظاہر کرتے ہوئے کھسیانے ہوتے تھے۔ یسوع

منصور نے آہ کی اور چلایا۔ شبلی نے پوچھا۔ کہ پتھروں کی سختی تو نے برداشت کی اور تیری منہہ سے اُف تک نہ نکلی۔ میںنے ایک پھول مارا۔ تو اسقدر بیقرار ہُوا۔ گویا سخت آزار پہنچا جوابدیا کہ لوگوں کو خبر نہیں کہ میں کس حال میں ہوں اور اسلئے جو کچھہ کرتے ہیں بیخبری کی عالم میں کرتی ہیں اور علاوہ ازیں اُنہیں یقین ہے کہ میں کافر ہوں۔ گشتنی ہوں۔ اور اسلئے میری ساتھہ یہ سلوک کرتی ہیں۔ معذور ہیں۔ مگر تو تو میرے حال سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس لئے تیرا پھول مارنا بھی گناہ ہے۔

غرض منصور کو دار پر کھینچ گیا۔ اور اول اُسکے ہاتہہ کاٹے گئے۔ ہنستا تہا اور کہتا تہا کہ "نسبت آدم سے ہاتہہ بار رکھنا آسان ہے۔ مردانگی اس میں ہے کہ میری دست صفات کو جن سے کلاہ ہمت تارک عرش سے اتار لیے قطع کریں"۔ جلاد نے اسکے بعد اوسکی پاؤں کاٹے۔ تبسم کیا اور کہا۔ "اگر ان پاؤں سے سفر خاک کیا۔ تو دوسرے قدم بھی ہیں۔ جن سے اب بھی ہر دو عالم کا سفر کر سکتا ہوں۔ اگر طاقت ہے تو وہ قدم کاٹ دو"۔

خون اُسکی کلائی اور پنڈلیوں سے بہہ رہا تہا۔ کلائی سے اُس نے اپنے منہہ کو اپنی خون سے رنگین کیا۔ اور ہنسا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ عجب سخت جان ہے کہ اس حالت میں بھی ہنستا ہے جوابدیا۔ کہ بہت لہو نکلا جسکی وجہ سے میرا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ یہ خون اسی واسطے ملتا ہوں۔ کہ تم گمان نہ کرو۔ کہ زردی چہرہ بیم جان کی وجہ سے ہے"۔

اسکے بعد اوسکی دونوں آنکھیں نکالی گئیں۔ لیکن ابھی تک اوسکی منہہ سے "انا الحق" کی صدا نکلتی تہی اسلئے اوسکی زبان بھی کاٹی گئی۔ آخری کلمہ جو اسکی منہہ سے نکلا یہ ہے:-

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ
أَنَّهَا الْحَقُّ

کا منع کرنا ہی اسبات کی دلیل ہے کہ وہ خدا کا بیٹا نہ تھا۔ ورنہ اُسے تو ڈنکے کی چوٹ

اب مقابلہ کرو۔ یسوع مسیح کے ساتھہ منصور کا۔ ہمیں ڈر ہی کہ کہیں حضرات عیسائی ہندوؤں کی طرح یہ نہ سمجھہ لیں کہ کرشن کی مانند یسوع نے منصور کا جنم لیا تھا۔ جو شخص حلول و اتحاد کے قائل ہیں۔ اُن سے کچھہ بعید نہیں۔ اگر اس طرح سمجھیں۔

مقدس متی (باب ۲۶) تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جسوقت قیافا نام سردار کاہن کے روبرو یسوع پیش ہُوا اور گواہوں نے اُس پر شہادت دی تو یسوع نے جواب میں کچھہ نہ کہا۔ چپکا ہو رہا۔ آخر سردار کاہن نے اُسے زندہ خدا کی قسم دیکر کہا کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ تو ہم سے کہہ۔" یسوع نے اُس سے کہا" ہاں وہی جو تو کہتا ہے بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اُسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔" تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑے اور کہا" یہ کفر کہہ چکا ہے اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور؟ تم نے آپ اُسکا کفر سُنا۔ اب تمہاری کیا صلاح؟" انہوں نے جواب میں کہا" وہ قتل کے لائق ہی" تب انہوں نے اسکے منہہ پر تھوکا اور اُسے گھونسے مارا۔ اور دوسروں نے اُسے طمانچے مار کر کہا کہ اے مسیح نبوت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا۔"

اسکے بعد جب اُسے دار پر کھینچا۔ تو آخری کلمہ جو اُس کے منہہ سے نکلا۔ وہ یہہ تھا۔

"ایلی ایلی۔ لما سبقتانی"

(اے میری خدا۔ اے میری خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا)

منصور اور یسوع کی زندگی کے واقعات ہی ظاہر کر رہی ہیں کہ دونوں ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اگرچہ صوفیائے کرام نے ان نکات کو حل کیا ہی۔ مگر ساتھہ ہی اسکے انہوں نے یہ بھی ثابت کیا ہی کہ اس قسم کا کلمہ منہہ سے نکالنا کم ظرفی کی دلیل ہی اور حفظ مراتب نہ کرنا زندیقی ہی۔ ع

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی (جامیؒ)

کہنا چاہئیے تہا۔ کہ میری ماں روح القدس سے حاملہ ہوئی۔ اور میں خدا کا بیٹا ہوں۔

نمبر ۱۵

وہ واقعات جو ہمنے منصور اور یسوع کی شہادت کے متعلق بیان کردئے ہیں غلط نہیں ہوسکتے اگر اول الذکر نے اپنی مستقل مزاجی اور سچی دلاوری کا ثبوت دیا۔ اور موخر الذکر نے باوجود اسکے کہ اسے بجائے پتھر کے گھونسے پڑے اور اعضا کاٹنے کی جگہ اسے صرف چوبیخا کر دیا گیا۔ پہر بہی چیختا چلاتا رہا اسپر بہی ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یسوع کے حالات سچے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ منصور کے غلط ہوں یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جو کسیطرح غلط نہیں ہوسکتا۔

فی الحقیقت یسوع نے مرتے وقت ایسی بزدلی کا اظہار کیا۔ کہ عیسائیوں کو چاہئے کہ اُن مسیحی شہداء کا تذکرہ کرتے ہوئے جنکی نسبت وہ کہتے ہیں۔ شیروں کے سامنے ڈالے گئے اور نہایت دلاوری سے جان دی شرماویں۔

مگر اس جگہ ہم ان امور پر بحث نہیں کرتے۔ مدعا صرف یہ ہے کہ وہ صوفیانہ خیالات جنکا ذکر ہمنے کیا ہے۔ خواہ غلط ہوں۔ یا صحیح اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ انہیں کچھہ انسانی ولادت سے تعلق نہیں اگر کوئی صوفی یہ کہے کہ؎

ایک ہی نور جسکے سب جلوے ہیں — دیکھو تو جا بجا وہی ہیں ہم
گر خودی ہم سے دور ہو یارو — پہر خدا کی قسم خدا ہیں ہم

تو اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنے والدین سے انکار کرتا ہے۔ ایسا سمجہنا پرلے درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ صرف ایک منصور ہی ایسا شخص نہ تہا۔ جسنے ایسا دعوی کیا اور یہ معاملہ یسوع [illegible] بلکہ سینکڑوں یسوع ایسے گذرے ہیں۔ جن پر کفر کا فتوی لگا۔ اور قتل کئے گئے۔ سرمد کی قبر جامع مسجد دہلی کی سیڑہیوں کے نیچے اب تک اسکی شاہد حال ہے بایزید بسطامی نے کہا کہ "سبحانی ما اعظم شانی" تذکرۃ الاولیا۔ روضۃ الاصفیا۔ نفحات الانس۔ اور اس قسم کی دیگر کتب کا مطالعہ کرو۔ تو بیشمار مدعی الوہیت ملینگے۔ جنکے سامنے یسوع کے دعوی کی بہی کچھہ حقیقت نہیں۔

مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ فی زمانہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کا نام پوشیدہ رکھے

اس امر کے متعلق بحث نہیں کہ واقعی یہ کفر ہے یا نہیں بحث صرف اسکی متعلق ہو کہ ولادت مسیحی کوئی اعجازی پیدائش نہیں تھی۔ یسوع خدا ہو یا خدا کا بیٹا۔ خدا کا باپ ہو یا فرزند۔ اس سے بحث نہیں۔ بحث یہ ہو کہ وہ یوسف اور مریم کا بیٹا تھا یا نہیں۔ وہ ضرور تھا تا۔ اُسے خود بھی اس سے انکار نہ تھا۔ اور سردار کاہن اور دیگر بزرگ اُسے نجار کا بیٹا ہی جانتے تھے۔ سردار کاہن کا یہ کہنا کہ یہ شخص اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ اور اس لئے کفر بکتا ہو اور واجب القتل ہے صاف ظاہر کرتا ہو کہ اُسنے اس کے کیا معنی سمجھے اور یسوع کو بھی ڈر تھا کہ وہ شاگردوں کو منع کرتا تھا۔ کہ خبردار کسی شخص سے اسکا تذکرہ نہ کرنا۔"

صرف فی زمانہ ہی نہیں بلکہ قدیم الایام سے اور صرف یسوع نے ہی نہیں بلکہ ہر ایک صوفی نے اپنے مریدوں کو جو کچھ کہ وہ انہیں تعلیم کرتے ہیں عوام الناس پر ظاہر کرنے سے منع کیا ہو اور کرتے ہیں۔ وہ بخل کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے منع کرتے ہیں کہ لوگ اونکا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں اور اگر سمجھتے ہیں۔ تو غلط اور کفر کے فتوی لگا کر بدنام کرتے ہیں۔

خواجہ عطار ایک مشہور بزرگ گذری ہیں مولانا روم کے ہمعصر تھے۔ مولانا مذکور اون کی بہت تعریف کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پے سنائی و عطار آمدیم

خواجہ صاحب کے ایک مشہور قصیدہ کے چند شعر ہم اسجگہ نقل کرتے ہیں قصیدہ اسطرح شروع ہوتا ہے

چشم بکشا کہ جلوۂ دیدار   متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است   دور افتادۂ تو از پندار
او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو   سر فرو بردۂ تو نرگس وار

اور لوگ آپسے کسی اور شخص کا بیٹا خیال کرتے ہوں۔ تو معلوم نہیں کہ ایسے شخص کو

اور پھر تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ

روز آدینہ بر سرِ منبر   گشت شبلی برای خطبہ سوار
کرد توحید ایزدی آغاز   کہ یک است او چہ دہ چہ صد چہ ہزار
گر آنجا جنید حاضر بود۔   گفت ای پاکباز نادرہ کار
آنچہ من با تو گفتہ ام بنہفت   تو عیانش ہمی کنی۔ زنہار
گفت ہیہات اے یگانہ عصر   سخن مشرکانہ را بگذار
من ہمی بشنوم و ہمی گویم   نہ بود غیر من بہ ہر دو دیار
لوحِ دل را ز نقش شرک بشو   خویشتن را خدائے خود انگار

مطلب یہ ہے۔ کہ جمعہ کے روز شبلیؒ خطبہ میں توحید کا وعظ فرما رہے تھے کہ وہ واحد ہے خواہ دس کہو۔ سو کہو۔ یا ہزار کہو۔ یعنی یہ تمام کثرت اسی وحدت سے ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ہمہ اوست یا از وست اتفاق سے ان کے پیر و مرشد حضرت جنیدؒ بھی موجود تھے۔ اور یہ توحید کے نکات سن رہے تھے۔ فرمانے لگے۔ کہ میں نے تو تجھے یہ باتیں خلوت میں بتائی تھیں لیکن غرض یہ تھی کہ تو عوام الناس میں اسکا تذکرہ نہ کرے۔ تو نے میری منشاء کے خلاف کیوں کیا؟ جواب دیا۔ کہ آپ کی شان سے بعید ہے۔ کہ ایسا مشرکانہ کلمہ زبان سے نکالیں غیر تو موجود نہیں اگر موجود ہو تو میں ہی سنتا ہوں اور میں ہی کہتا ہوں۔ متکلم اور مخاطب میرا وجود ہے۔

اس سے ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ صوفیوں میں یہ عام دستور تھا۔ اور اب بھی ہے۔ کہ نکات توحید خاص خاص قابل مریدوں کو بتاتے ہیں اور ساتھ ہی انہیں عوام الناس پر ظاہر کرنے سے منع کرتے ہیں جیساکہ یسوع نے کہا

مولانا جامی فرماتے ہیں:۔ کہ

سخن وحدت منطق الطیر است جامی لب بند + جز سلیمانی نشد فہم این گفتار را

یہ تو بخوبی ظاہر ہو گیا۔ اور شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہ رہی کہ یسوع المسیح نے پطرس کو منع کیا:۔ کہ

کیا کہینگے؟ سردار کاہن اور اُس کے گھر اور شہر والے (جیسا کہ ہم ظاہر کر چکے ہیں)

نوٹ: کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ کیونکہ اُسے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ لوگ اس بات کو سمجھ نہیں سکتے اگرچہ اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ہمنے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ۔ تا بخانہ باید رسانید

اِس لئے ہم تصوف کی معتبر کتابوں سے وہ عقائد اسجگہ نقل کرتے ہیں۔ اور آسمانی باپ مسیح خدا کے بیٹے کے معانی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

علامہ محی الدین ابن عربی فصوص الحکم کی فص ایوبیہ میں لکھتے ہیں:۔

فلولاہ ولولانا + لما کان الذی کانا

"اگر نہ خدا ہوتا۔ اور نہ ہم اللہ کے علم میں ہوتے۔ تو یہ جو کچھ کہ ہے۔ یہ بھی نہ ہوتا"

فانا اعبد حقا + وان اللہ مولانا

"پس ہم بیشک بندے ہیں۔ اور بیشک اللہ ہمارا مالک ہے"

وانا عینہ فاعلم اذا ما قلت انسانا

اور ہم وہی تو ہیں جو ہمارا مالک ہے۔ پھر جب تو انسان کا نام لے تو جان لے کہ اُسکی اصلیت کیا ہے؟

فلا تحجب بانسان + فقد اعطاک برهانا

پھر جب تجھکو انسان کہیں تو تو شرمندہ نہو۔ کیونکہ تجھکو تو دلیل دی گئی ہے کہ تو اور تیرا مالک ایک ہیں۔

فکن حقا وکن خلقا + فکن باللہ رحمانا

لیکن جبکہ تو بنظر اصل حقیقت کے خدا ہے اور صرف بسبب اُس چیز کے جس کی سبب تجھکو تو کہتے ہیں۔ پیدا کیا ہوا بندہ ہے۔ تو تجھکو واسطے خدا کے رحمان ہی ہونا چاہئے۔

وغذ خلقہ منہ + تکن روحا وریحانا

اور خدا کی مخلوقات کا بقا خدا ہی سے جان اور تو روح یعنی پاک اور راحت ہو۔

فاعطیناہ ما یبدو + بہ فینا واعطانا

اُنہیے یوسف نجار اور مریم کا بیٹا جانتے تھے۔ وہ اُس کے بہائی اور بہنوں کو بہی جانتے

پس دی ہمنے خدا کو وہ چیز جس سے ظاہر ہوتا ہی خدا ہم میں اور خدا نے وہی چیز ہمکو دی۔

فصار الامر مقسوماً + بایاہ وایانا

پس وہ بات جسکو وجود کہتے ہیں۔ خدا اور ہم میں بٹ گیا۔

فاحیاہ الذی یدری + بقلبی حین احیانا

پس جو چیز کہ میرے دل میں جان والی ہی۔ اسکو زندہ کیا ہی۔ جبکہ ہمکو زندہ کیا ہی۔

وکنا فیہ اکواناً + واعیاناً وازماناً

اور ہم ہی تہے اللہ کے علم میں اور ہم ہی تھے ہونیوالے اور ہم ہی تہے ہونیوالی اور ہم ہی ہوئی ہیں۔

ولیس بدائم فینا + ولکن ذاک احیانا

اور ہم میں وہ چیز ہمیشہ نہیں ہی۔ مگر اس نے ہمکو زندہ کیا ہی

کچہہ یسوع کی خصوصیت نہیں کہ وہ خدا کا بیٹا ہی اور اوسکا باپ آسمان پر ہی بلکہ وجودیوں کے عقیدہ کے مطابق ہر ایک شخص خدا کا بیٹا ہی اور اوسکا باپ آسمان پر ہی۔ ہمہ اوست یا ہمہ ازوست۔

ہم عیسائیوں کے مبلغ علم سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کے دماغ میں تعصب بہرا ہوا ہی ہمکو باطن ایسے گوہر بے بہا کی قدر وقعت کیا سمجہیںگے۔ اس لئے ہم مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ مذکورہ بالا اشعار کے معانی سمجہنا چاہتے ہیں۔ تو شرح داؤد قیصری۔ شرح مولانا جامی۔ شرح شاہ محب اللہ بہاری۔ تا دیدہ محکم شرح فصوص الحکم کو سامنے رکھکر اور نہایت غور و فکر سے فصوص الحکم کا مطالعہ کریں۔

ہمیں یقین نہیں آتا۔ کہ باوجود ان شرحوں کے عیسائی اسے سمجہ سکتے ہیں اور ہم سمجہانا چاہتے ہیں۔ وہ ضرور کہینگے۔ کہ عربی و فارسی ہماری سمجہہ میں نہیں آتی۔ ہم کوئی یسوع کے شاگرد تہوڑے ہی ہیں کہ روح القدس بصورت زبانہائے آتشیں ہمپر نازل ہو۔ اور ہمکو دنیا کی زبانیں آجائیں۔ پہر اسکا ہمارے پاس کیا جواب ہے۔ ہمنے بہت غور کیا۔ کہ کس طرح ان نادانوں کو سمجہائیں۔ آخر ہمیں ایک سہل طریقہ

خطے اور یسوع انہی آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا ۔ علاوہ اگر اس شخص کو معلوم ہو جاتا کہ یسوع

بلھے شاہ

معلوم ہو گیا ۔ کہ زبان پنجابی میں سمجھائیں اور اردو مطلب لکھدیں ۔ حضرت بلھے شاہ کی کافیں نہایت ہی موزوں ثابت ہونگی ۔

سید بلھے شاہ صاحب پنجاب میں قصبہ قصور واقع لاہور کے رہنے والے تھے ۔ ان کی کافیاں بازاروں میں ۔ صوفیوں کے حلقوں میں غرضیکہ ہر ایک جگہ پڑھی جاتی ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں :-

جد احد اک اکلّا سی　　نہ رب رسول نہ اللہ سی
ہن گونا گوں ہزار　　نہ ظاہر کوئی تجلّا سی

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جسدے حسن دا گرم بازار

پیدا ہیں ایشا کاں آیا　　آدم اپنا نام دھرایا
احد تھیں بن احمد آیا　　سر نبیاں سردار

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جسدے حسن دا گرم بازار

مطلب یہ ہے ۔ کہ ظہور عالم سے پیشتر اللہ واحد کی ذات تھی اور کچھ نہ تھا اوسکو اسماء صفات کا بھی ظہور نہ ہوا تھا ۔ کیونکہ ہر ایک اسم رب ہے ۔ اور وہ بہ تقاضائے ظہور مربوب کو چاہتا ہے اور جبتک مربوب نہ ہو اسکا ظہور ثابت نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ خالق کا ثبوت مخلوق کے ظہور پر منحصر ہے اگر مخلوق نہ ہو ۔ تو اسے خالق کون کہیگا ۔ اور اسی طرح رازق و مرزوق اور دیگر اسماء و صفات پر قیاس کرو ۔ غرض اللہ تعالیٰ کی ذات بلا تعین تھی ۔ اور اسوقت نہ تو رب کا ظہور تھا ۔ اور نہ رسول نہ اللہ کا ۔ کیونکہ اسوقت اسے رب اور اللہ کہنے والا کوئی مربوب یا مخلوق نہ تھی ۔ اسوقت کسی تجلی اسمائی یا صفاتی یا فعلی کا جیسا کہ مذکور ہوا ہے مطلق ظہور نہ ہوا تھا ۔ لیکن جبوقت ظہور ہوا ۔ تو وحدت نے کثرت کا لباس پہنا ۔ اور ظہور کا لازمی نتیجہ تھا کہ ایسا ہی ہو ۔ چنانچہ جب اسم خالق کا جلوہ

بنے اصلی باپ کا بیٹا ہونے سے انکار کرتا ہے تو وہ کیا کہتے ہ۔ ابن اللہ کی شان سے
یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے۔ کہ اپنے باپ کا انکار کرے یا پوشیدہ رکھے۔

ہما۔ تو مخلوق کا ظہور ہوا۔ اور علی ہذا القیاس۔ اب ہمنے پہچان لیا ہے کہ وہ کون ہے اور ہم کون ہیں
ف اس میں اور ہم میں فی الحقیقت کوئی فرق نہیں۔ وہ ہماری اصل ہے۔

حضرت محی الدین کے اشعار متذکرہ بالا انہی معنوں میں ہیں اب اس وحدت نے کس طرح کثرت کا لباس پہنا۔ اس نے مختلف قسم کی پوشاکیں پہنیں (دیکھا رائل صاحب کی کتاب) اگر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را می شناسم

آخر اس نے وہ لباس پہنا جسے آدم کہتے ہیں۔ اور پھر آدم بھی وہ جسکا نام احمد ہے اور سوائے میم کے احمد اور احد میں کچھ فرق نہیں۔ ع

احد احمد وچ فرق نہ کوئی وچہوں میم نکالی اویار

ز احمد تا احد یک میم فرق است + جہانے اندراں یک میم غرق است (گلشن راز)

(مراتب کلی چالیس ہیں اور میم کے عدد بھی چالیس ہیں)

اور یہ احمد نبی آخر الزمان اور تمام انبیاء کا سردار ہے۔ فی الحقیقت ہمنے اسے پہچان لیا ہے کہ وہ کون ہے۔ وہ تو وہی ہے کہ جس کے حسن کا جلوہ ہر طرف نظر آرہا ہے۔ یہ کثرت فی الحقیقت وحدت ہے۔

لیکھے وسنا نہ منظور ہویا + جو بولیا سو منصور ہویا
بے ظاہر کراں اسرار تائیں + پھر پھیل جاوے تکرار تائیں
پھر مارن سبھے یار تائیں + ہر ہر وچ صورت بدلی ہے
کتے رومی ہو کتے زنگی ہو + کتے ٹوپی پوش فرنگی ہو
کتے میخانہ وچ ہنگی ہو
کیوں لامکانی وسدے ہو + لسی ہر رنگ دے وچ وسدے ہو

ہمنے ثابت کردیا ہی کہ یسوع کے گہر اور کنبہ والے اور سردار کاہن اور امام یسوع کو یوسف بڑہئی اور مریم کا بیٹا جانتے تھے اور یسوع نے کبہی اونکی تردید نہیں کی۔ خود یسوع کے اقوال سے ثابت ہے کہ وہ ایک آدمی کا بیٹا تہا۔ اور اوس نے کبہی نہیں کہا کہ وہ آدمی کا بیٹا نہیں۔ اب اگر حضرات عیسائی صاحبان یہ کہیں۔ کہ اوسکے شاگرد اوسے خدا کا بیٹا جانتے تھے۔ تو ہم کہینگے۔ کہ اونکا خیال غلط تہا۔ کیونکہ خود یسوع انہیں حکم دیتا تہا۔ کہ کسی شخص سے اسکا تذکرہ نہ کرو۔ ورنہ لوگ تمہیں بیوقوف بنائینگے۔ اور اگر عیسائی یہ کہیں کہ یسوع فی الحقیقت خدا کا بیٹا تہا۔ مگر مصلحت وقت کا تقاضا تہا۔ کہ وہ حق کو پوشیدہ کرے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ متی لوقا۔ مرقس۔ یوحنا کی انجیل اور دیگر مقدس و متبرک نوشتے دریابرد کردو۔ یا کم از کم انمیں سے متضاد باتیں نکال ڈالو۔ کیا یہ متضاد تعلیم نہیں کہ ایک جگہ "آدمی کا بیٹا" اور دوسری جگہ "خدا کا بیٹا" کہتا ہے۔ ایک جگہ لوگ اوسے یوسف اور مریم کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور وہ تسلیم کرتا ہے اور دوسری جگہ اوسکے حواری اوسے خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو وہ اون کو منع کرتا ہے کہ ایسا نہ بکو۔ یا کہتا ہے کہ اس راز کو پوشیدہ رکھو۔ کیا یہ ایسے شخصوں کا کلام ہے جو روح القدس سے معمور تہے۔

مینے حاشیہ پر لکہدیا ہے کہ "خدا کا بیٹا" کسے کہتے ہیں اور یسوع نے پطرس کو کیوں منع کیا۔ کہ وہ لوگوں سے اس راز کو نہ کہو اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ "خدا کا بیٹا" ایک ایسا عام لفظ تہا۔ کہ جو عہد عتیق میں نبیوں اور دیگر بزرگوں کے واسطے بولا جاتا تھا۔ اور یسوع کے زمانہ میں ہر ایک یہودی اپنے آپکو خدا کا بیٹا سمجہتا تہا۔ زمانہ حال کا ایک محقق لکہتا ہے کہ۔

باپ کے معنے ناصح یا اصلاح کار کے ہیں۔ اور مشرقی ملکوں میں اسی مراد سے مستعمل تہا۔ اور ایک کام کی بنیاد ڈالنے والے پر بہی بولا جاتا تہا۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ شیطان جہوٹ کا

ہم ہزارہا اشعار اور ایشیائی زبانوں میں مختلف کتب کا حوالہ دیکر مذکورہ بالا دعوی کی تائید کرسکتے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ ہم طول نہیں دینگے۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے

باپ سے ہے ۔ اور اس طرح بیٹے کا استعمال اُس چیز پر بہی جسکو اللہ نے اپنے ہاتہہ سے بنایا۔ اور ان پر جو ایمان لائے آیا ہے۔

تمام کتب عہد عتیق اور عہد جدید میں ایسے مقاموں میں اسی طرح پر اسکا استعمال ہوا ہے۔ عربی محاورے کے بموجب اگر اوسکو تعبیر کریں گے۔ تو یوں کہینگے۔ رب بمعنی باپ یعنی رب بمعنی پروردگار کے اور ابن یعنی بیٹا بمعنی العبد للمقبول یعنی بندہ برگزیدہ کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہ استعمال ٹہیک کتب عہد جدید اور عہد عتیق کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ مفصلہ ذیل مثالوں سے یہی مطلب پایا جاتا ہے۔

(۱) حضرت سلیمان کی نسبت اللہ تعالی نے فرمایا "وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہونگا"۔ (۱۔تاریخ ۲۲-۱۰)

(۲) یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا۔ کہ "ہمارا باپ خدا ہے" حضرت مسیح نے فرمایا۔ کہ اگر خدا تمہارا باپ ہوتا۔ تو تم مجھسے پیار کرتے" (متی ۸ - ۴۱ و ۴۲) اُن بیچاروں کو کیا معلوم تہا۔ کہ اُن کے باپ کے ہاں ایک اور بیٹا پیدا ہوا۔ اور کسے بہائی سمجھ کر پیار کرتے مگر انہوں نے آسمان سے حضرت کو گرتا بہی نہ دیکہا تہا)

(۳) حضرت مسیح نے مریم سے فرمایا کہ میرے بہائیوں پاس جا اور اُن سے کہہ کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں"۔ (متی ۲۰،۱۷)

(۴) حضرت مسیح نے اپنے مریدوں کو نصیحت کی "پس جیسا تمہارا باپ رحیم ہے۔ تم بھی رحیم ہو"۔ (لوقا ۶ - ۳۶)

(۵) حضرت مسیح نے فرمایا "اے چہوٹے گلے مت ڈر کہ تمہارا باپ تمہیں بادشاہت دینے کو راضی ہے"۔ (لوقا ۱۲-۳۲)

(۶) حضرت مسیح نے اپنی نصیحت میں فرمایا "اسطرح تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے فرزی

نہیں" (متی ۱۸-۱۴)

(۷) حضرت مسیح نے نصیحت کرتے وقت فرمایا اور زمین پر کسیکو اپنا باپ نہ کہو کہ تمہارا باپ ایک ہے جو آسمان پر ہے" (متی ۲۳-۹)

(۸) حضرت مسیح نے فرمایا "کیا ایک پیسے کی دو گوریاں نہیں بکتیں اور ان میں سے ایک بھی تمہارے باپ کے بے حکم زمین پر نہیں گرتی" (متی ۱۰-۲۹)

(۹) حضرت مسیح نے فرمایا "کہ اگر دعا مانگنے کے وقت کسیکی تقصیر یاد آوے تو معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہاری تقصیروں کو معاف کرے۔ اگر تم معاف نکرو گے۔ تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے معاف نکریگا" (مرقس ۱۱- ۲۵ و ۲۶- اور متی ۶- ۱۴- ۱۵)

(۱۰) حضرت مسیح نے فرمایا "تمہارا باپ جانتا ہے کہ ان سب کا تمہیں درکار ہے" (لوقا- ۱۲- ۳۰)

(۱۱) حضرت مسیح نے فرمایا کہ "نہیں تو تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہے تمہیں کچھ پھل نہ ملیگا" (متی ۶-۱)

(۱۲) حضرت مسیح نے فرمایا کہ "تمہارا باپ اُس سے آگے کہ تم اُس سے مانگو جانتا ہے" (متی ۶-۸)

(۱۳) حضرت مسیح نے فرمایا "تاکہ وے تمہارے باپ کا جو آسمان پر ہے۔ شکر کریں"۔ (متی ۵-۱۶)

(۱۴) حضرت مسیح نے فرمایا "تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو" (متی ۵-۴۵)

(۱۵) حضرت مسیح نے فرمایا "جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے۔ تم بھی کامل ہو (متی ۵-۴۸)

(۱۶) تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا (پیدائش باب ۶-۲)

(۱۷) تب فرعون کو یوں کہیو کہ "خداوند نے یوں فرمایا ہے۔ کہ اسرائیل میرا بیٹا ہے بلکہ میرا پلوٹھا ہے" (خروج ۴-۲۲)

(۸) "مینے کہا۔ تم سب اللہ ہو اور ہر ایک تم میں سے حق تعالی کا فرزند ہے" (زبور ۸۲-۶)

(۹) "کیونکہ میں بنی اسرائیل کا باپ ہوں اور ابراہیم میرا پہلوٹھا ہے"۔ (یرمیاہ ۳۱-۹)

(۱۰) آدم بیٹا خدا کا (لوقا ۳-۳۸)

اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں لکھتے ہر ایک منصف مزاج اور غور و فکر کرنیوالا شخص سمجھ سکتا ہے کہ "خدا کا بیٹا" کے کیا معنی ہیں اور یہ کہ اگر ہم تسلیم بہی کریں گے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ یوسف نجار اور مریم کا بیٹا تہا۔ اور یہ بہی ہم کبہی تسلیم نہیں کر سکتے کہ اس کی ماں کنواری تہی اور یوسف سے ہمبستر ہونے سے پیشتر یسوع کو روح القدس سے جنا۔

لہ

وہی محقق لکھتا ہے کہ

موسی میں بہی خدا کی روح تہی (پیدائش ۴۱-۳۸)

اجیلیٹیل بہی خدا کی روح سے بہر اگیا (خروج $\overset{۳۱}{۳۵}$ - $\overset{۳}{۳۱}$)

بلعام پر بہی روح خدا کی نازل ہوئی (اعداد ۲۴-۲)

ساؤل پر بہی خدا کی روح نے ظہور کیا (ا سموئیل ۱۱-۶)

ساؤل کے نوکروں پر بہی خدا کی روح آئی (ا سموئیل ۱۹-۲۰)

عزریاہ عادد کے بیٹے پر خدا کی روح اتر آئی (۲ تاریخ ۱۵-۱)

موسی سے خدا نے آواز سے کلام کیا (خروج ۱۹-۱۹)

داؤد کے لئے خداوند آسمان پر سے گرجا (۲ سموئیل ۲۲-۱۴)

اس سے ظاہر ہے کہ روح القدس کا انزال صرف کنواری ہی پر نہیں ہوا بلکہ اس سے پیشتر بہت سے آدمی بہی اس سے معمور ہو چکے تہے۔ غور کرو۔ کہ ایک عورت کیساتھ بہی اوسکا ایسا ہی تعلق تہا جیسا مردوں کے ساتھ۔ اور یہ بالکل جائز تعلق تہا۔

ہم ایک اور شہادت مقدس شاگردوں کی تحریروں سے پیش کرتے ہیں۔ جس سے اس امر کی تائید ہوگی۔ کہ یسوع یوسف بڑھئی کا بیٹا تھا۔ حضرت متی (باب ۱۔ آئت اول تا آئت ۱۶) اور حضرت لوقا (باب ۳۔ آئت ۲۳) میں یسوع کا نسب نامہ لکھتے ہیں۔ اس نسب نامہ میں (متی آئت ۱۶) میں ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ "یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ جو شوہر تھا مریم کا جس سے یسوع جو مسیح کہلاتا ہے پیدا ہوا" اور دوسری جگہ یہ لکھا ہے کہ "یسوع یوسف کا بیٹا تھا" (متی باب ۳۔ آئت ۲۳)

ملہ ۵ ہم ذیل میں یسوع کا نسب نامہ بروئے عہد عتیق اور جدید نقل کرتے ہیں۔

نسب نامہ

بموجب عہد عتیق	بموجب مقدس متی	بموجب مقدس لوقا
۱۔ ابراہیم	۱۔ ابراہیم	۱۔ ابراہیم
۴ یہوداہ	۴ یہوداہ	
۵ تامر	۵ تامر	
۶ فارص	۶ فارص	
۱۴۔ داؤد	۱۴۔ داؤد	۱۴۔ داؤد
۱۵۔ سلیمان ناتن (زکریاہ ۱۲-۱۲)	۱۵۔ سلیمان	۱۵۔ ناتن
۱۶۔ رحبعم	۱۶۔ رحبعم	۱۶۔ متہا
۱۷۔ اسیاہ	۱۷۔ اسیاہ	۱۷۔ مینان
۱۸۔ اساہ	۱۸۔ اساہ	۱۸۔ ملیا
۱۹۔ یہوشافط	۱۹۔ یہوشافط	۱۹۔ الیاقیم
۲۰۔ یورم	۲۰۔ یورم	۲۰۔ یونان
۲۱۔ اخزیاہ	×	۲۱۔ یوسف
۲۲۔ یوآش	×	۲۲۔ یہوداہ

• اب سوال یہ ہے کہ اگر یسوع کنواری کا بیٹا تھا۔ تو اس نسب نامہ کے کیا معنی ہیں اور عہد عتیق کی وہ پیشگوئیوں کا جو اشعیاہ (۹-۶ و ۷) اور یرمیاہ (۲۳-۵) نبیوں کی معرفت

بموجب عہد عتیق	بموجب مقدس متی	بموجب مقدس لوقا
۲۳- اسعیاہ	×	۲۳- شمعون
۲۴- عزیاہ	۲۱- عزیاہ	۲۴- لیوی
۲۵- یوتم	۲۲- یوتم	۲۵- متات
۲۶- آخز	۲۳- آخز	۲۶- یوریم
۲۷- حزقیاہ	۲۴- حزقیاہ	۲۷- العزر
۲۸- منسی	۲۵- منسی	۲۸- یوسس
۲۹- امون	۲۶- امون	۲۹- عیر
۳۰- یوشیاہ	۲۷- یوشیاہ	۳۰- المودام
۳۱- یہوالیاقیم	×	۳۱- قوسام
۳۲- یکھنیاہ	۲۸- یکھنیاہ	۳۲- ادّی
۳۳- پدایا	۲۹- شیلتیئل (پہلا اخبار الایام ۳- ۱۷- ۱۹)	۳۳- ملکی
۳۴- زربابل	۳۰- زربابل	۳۴- نیری
پہلا اخبار الایام × (۳- ۱۹ و ۲۰)	۳۱- ابیہود	۳۵- سیالتی ایل
×	۳۲- الیاقیم	۳۶- زروبابل
×	۳۳- عزور	۳۷- ریسا
×	۳۴- صادوق	۳۸- یوحنا
×	۳۵- اخیم	۳۹- یودا

مشتہر ہو چکی تھیں کہ داؤد کی سلطنت اور داؤد کی شاخ اٹھیگی۔ کیا مطلب ہی؟ مقدس لوقا کا یہ بیان کہ فرشتہ نے مریم کو کہا۔ کہ تو بیٹا جنیگی جسسے خدا تعالیٰ اوسکو

بقیہ فقرہ

بموجب عہد عتیق	بموجب مقدس متی	بموجب مقدس لوقا
×	۳۶۔ الیہود	۴۰۔ یوسف
×	۳۷۔ العاذر	۴۱۔ سمی
×	۳۸۔ متن	۴۲ متہاتیاس
×	۳۹۔ یعقوب	۴۳۔ یوسف
×	۴۰۔ یوسف	۴۴۔ ینّا
×	۴۱۔ یسوع مسیح	۴۵۔ ملخی
×	×	۴۶۔ لیوی
×	×	۴۷۔ متہات
×	×	۴۸۔ ہیلی
×	×	۴۹۔ یوسف
×	×	۵۰۔ یسوع مسیح

اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو چشم بصیرت اور قلب سلیم عنایت فرمایا ہی۔ وہ ایک نظر میں ہی اس اختلاف کو جو مذکورہ بالا نسب نامہ میں ہے دیکھہ لیگا۔ پہر اون تمام پیشگوئیوں کی حقیقت جو اس نسب نامہ کے متعلق ہیں۔ کھل جائینگی۔

مقدس متی نسب نامہ تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔ کہ

پس سب پشتیں ابراہیم سے داؤد تک چودہ اور داؤد سے اسوقت تک کہ بابل کو اٹھہ چلے چودہ۔ اور اسوقت سے کہ بابل کو اٹھہ چلے مسیح تک چودہ ہیں (متی باب ۱۔ ۱۷) لیکن جو شجرہ نسب حضرت نے

باپ داؤد کا تخت دیگا۔

اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کریگا (لوقا باب ۱- آئت ۳۳) بالکل بمعنی ہے۔ علاوہ ازیں بیشمار آیات ہیں جہاں یسوع کو ابن داؤد کہا گیا ہے۔

ہمنے ثابت کردیا ہے کہ یسوع کی ولادت اعجازی نہ تھی۔ وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا پولوس رسول اور مقدس مرقس اور یوحنا نے ایک لفظ بھی اس اعجازی ولادت پر نہیں لکھا گویا اُن کے نزدیک یہ بات قابل ذکر ہی نہ تھی۔ وہ جانتے تھے۔ کہ جس طرح انسان پیدا ہوئے ہیں۔ اسطرح

تحریر کیا ہے اسکے بموجب ابراہیم سے داؤد تک چودہ اور سلیمان سے یکونیاہ تک چودہ اور شلتیئیل سے یسوع مسیح تک۔ چودہ نہیں ہوتیں بلکہ تیرہ ہوتی ہیں۔ پس اگر یہ الیاقیم کا نام بڑہا دیا جاوے۔ تو یہ حساب صحیح ہوتا ہے عیسائیوں کو چاہئے۔ کہ اب اسکا اندراج کرلیں اگر یہ بات صحیح نہ ہو۔ تو ہم ایک اور تجویز بتاتے ہیں۔ "سانپ مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" وہ یہ کہ یوسف کے بعد اور یسوع مسیح کے پہلے روح القدس لکھدیں چودہ پوری ہو جائیں گے +

(۲) یورم تک نسب نامہ کتب عہد عتیق کے مطابق ہے مگر یورم کا بیٹا عزیاہ نہیں (پہلا اخبار الایام ۳ - ۱۰) بلکہ یورم کا بیٹا اخزیاہ اور اوسکا بیٹا یوآش اور اُسکا بیٹا امصیاہ اور اوسکا بیٹا عزریاہ +

اس اختلاف کا کیا باعث ہے؟ بعض علماء مسیحی یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ مقدس متی کو یہ ہدایت ہوئی تھی کہ تین نام اس نسب نامہ سے چھوڑ دے (تفسیر سکاٹ مطبوعہ ۱۸۱۲ء جلد ہ متی ۱ - ۲ لغائت ۱۷)

مگر اصل بات یہ ہے کہ تینوں اشخاص اخاب کے خاندان سے تھے جس کی نسل کو دو دفعہ بددعا ہوئی (پہلا اسلاطین ۲۱ - ۲۱ - دوسرا اسلاطین ۹ - ۸) اور یہ تینوں بادشاہ تھے (دوسرا اسلاطین باب ۸ - دوسرا اخبار الایام باب ۲۲ + دوسرا اسلاطین باب ۱۲ دوسرا اخبار الایام باب ۲۴ - دوسرا اسلاطین باب ۱۴ دوسرا اخبار الایام باب ۲۵) اور چونکہ بددعا کا اثر تین پشت تک رہتا تھا اسلئے یہودیوں کے دستور کے موافق ان کے نام خارج کئے گئے۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ یسوع کے اجداد میں سے تھے +

یسوع ناصری پیدا ہُوا۔ اور اگرچہ مقدس متی اور لوقا کی تحریر قابل وقعت نہیں۔ لیکن ہمنے ان کی بہی تفسیر کردی ہی۔ اور چونکہ بیشمار دیگر شہادتیں مقدس سوانح نگاروں کی تحریر سے پیش کی ہیں جنکی رو سے ثابت ہو گیا ہی کہ یسوع ایک بشر تہا۔ اور ایک نبی اس لئے اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ یسوع خود اپنے آپکو ابن آدم کہتا ہی۔ لوگ اسے یوسف نجار کا بیٹا کہتے ہیں۔ علماء یہود اُسے ملحد اور کافر بتاتی ہیں۔ اوسکی شاگرد اوسکا ساتہ چہوڑتی ہیں اُسے دشمنوں کے ہاتہوں میں دیتے ہیں۔ قسمیں کہاکر اوسکا انکار کرتی ہیں۔ اوسپر لعنت کرتی ہیں۔ ان سب باتوں کا مقابلہ آج مشرک عیسائیوں سے کرو۔ تو حیرت ہوتی ہی کہ اوسی ابن اللہ اور اللہ اور کیا کچہہ نہیں کہتے۔

رسولوں کے اعمال دیکہو حضرت پطرس جن کی سرگذشت ہم لکہہ چکے ہیں۔ یہودیوں کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ:۔

اے اسرائیلی مردو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک مرد تہا جسکی رسالت تمپر ثابت ہوگئی۔
(اعمال باب ۲۔ آئت ۲۲)

ہمنے نہ صرف یہی ثابت کیا ہی کہ یسوع ناصری ایک بشر تہا اور یوسف کا بیٹا تہا بلکہ یہ بہی ظاہر کردیا ہی کہ وہ کسی طرح وہ موعود نہیں ہوسکتا۔ جسکی بنی اسرائیل منتظر تہی وہ نہ تو مثیل موسیٰ تہا۔ اور نہ سید قوم تہا۔ اور نہ داؤد کا تخت اور نہ یعقوب کی گہرانے کی بادشاہت اُسے نصیب ہوئی۔ اوسنے نہایت ذلت اور خواری سے زندگی بسر کی۔ یہودیوں نے اُسے ملحد اور کافر کہا اور اوسکو اپنی شاگردوں نے اوسکا انکار کیا اور پکڑوایا اور جب اُسے دار پر کہینچنے کیلئے لئے جارہی تہی۔ اوسکی سر پر کانٹوں کا تاج رکہا۔ جنپر لکہا ہُوا تہا کہ یہ یسوع یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ اور یہ اسلئے ہُوا۔ کہ جو کچہہ نبیوں نے کہا تہا۔ اور پرانے نوشتوں میں لکہا تہا کہ خدا اُسے داؤد اوسکی باپ کا تخت اور یعقوب کے گہرانے کی بادشاہت دیگا۔ پورا ہو۔ نہ تو دنیاوی

جاہ و حشمت نصیب ہوئی اور نہ روحانی بادشاہت ہاتھہ لگی پطرس بیچارہ سر دہنتا رہ گیا۔ کہ

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے

کیا اسے روحانی بادشاہت کہتے ہیں کہ چند گنتی کے آدمی ایمان لائے اور پھر وہ بھی متنفر ہوکر علیحدہ ہوگئے اور جو باقی رہے اُنکا یہ حال ایک حضرت نے تو تیس روپیہ لیکر دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ اور دوسرے حضرت نے قسمیں کھا کھا کر اُسپر لعنت کی اور جو باقی رہے ایسے گئے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ اسکے جیتے جی تو یہ حال تھا۔ مرنے کے بعد آج عیسائی جو کچھہ کہیں بجا ہے۔

آب ہمیں صرف ایک تاریخی شہادت پر غور کرنا ہے اور وہ بھی اسی لئے کہ قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یسوع کی اعجازی پیدائش مقدس سوانح نگاروں کی تحریر سے ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک بشر تھا۔ اور جوع البقر کیساتھہ مے نوشی بھی کیا کرتا تھا اور سب اُسے یوسف نجار کا بیٹا کہتے تھے۔ اُس کے بھائی نبیوں کے دوست تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج عیسائی اُسے کنواری کا بیٹا۔ ابن اللہ وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں؟

بات یہ ہے کہ جیتے جی جو کچھہ یسوع کی عزت تھی وہ تو ناگفتہ بہ ہے مرنے کے بعد اور وہ بھی صدہا سال بعد وہ نسلیں جنہوں نے یسوع کو دیکھا تھا۔ جو یوسف نجار سے واقف تھے۔ جو اُس کے بھائی اور بہنوں کے آشنا تھے مر کھپ گئیں تو زبانی روائتوں اور تحریری حکائتوں نے موجودہ عقائد کو رواج دیا۔ یہ کسیطرح ثابت نہیں ہوتا کہ موجودہ نیا عہد نامہ یسوع کی وفات کے چند سال بعد لکھا گیا۔ ڈاکٹر [illegible]) (نیا عہد نامہ۔ دیباچہ صفحہ ١٦) تحریر کرتے ہیں کہ "اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ جسوقت نیا عہد نامہ قلم بند ہوا۔ اور چرچ نے اُسے اپنے سایۂ حمایت میں لیا۔ اسمیں تغیر و تبدل اور تحریف شروع ہوگئی" تاریخ شاہد

ہے کہ یہ زمانہ چوتہی صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہی۔ سب سے پرانا قلمی نسخہ اس سے پیشتر کا نہیں ملتا۔ تین سو برس کے عرصہ میں اور وہ بہی ایسے زمانہ میں جسے ڈارک ایجز کہتے ہیں یعنی جہالت کی تاریکی چہائی ہوئی تہی اسی قسم کے خیالات کا پیدا ہونا تعجب انگیز نہیں +

پروٹسٹنٹ تو کل کی پیدائش ہیں۔ کیتھولک پرانا مذہب ہے۔ اگرچہ اول الذکر صرف چار کتابوں ہی کو مانتے ہیں۔ اور اسی لئے ہمنے صرف انہی چار کتابوں سے شہادتیں پیش کی ہیں۔ کہ ان سے کیتھولک کو بہی انکار نہیں۔ مگر موخر الذکر ان روایتوں و حکایتوں کو نہایت شوق و ذوق سے بیان کیا کرتی تہی۔ جن کے ماخذ "اپوکریفل" انجیلیں ہیں اور جنمیں سے "پیدائش مریم"[1] اور "پروٹیونجیلین"[2] مشہور کتابیں ہیں اور دوسری صدی عیسوی

---

[1] "پیدائش مریم" کا خلاصہ یہ ہی کہ مریم کی ماں کا نام "انا" تہا۔ جس کے خاوند کا نام یوشم تہا جو ایک امیر آدمی تہا۔ بیس برس تک اُن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ یہودی مسخرے پہبتیاں اڑاتے تہے اور شماتت ہمسایوں کیوجہ سے یوشم اپنی جورو کو چہوڑ کر جنگل اور صحرا کی خاک چہانتا پہرا۔ اوسکی عدم موجودگی میں خدا کا فرشتہ "انا" پر ظاہر ہوا۔ جب یوشم واپس آیا۔ تو اپنی جورو کو روح القدس سے حاملہ پایا۔ نو ماہ بعد ایک لڑکی تولد ہوئی جس کا نام مریم رکہا۔

مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہی کہ مریم کو وہ گناہ جو بنی آدم وراثتاً والدین سے لیتے ہیں ارث میں نہیں ملا اور وہ بالکل معصوم تہی اور اسلئے یسوع بہی بالکل معصوم تہا۔ اور اس میں ابتدائی گناہ کی ملاوٹ نہ تہی۔ لیکن اگر یسوع کو معصوم قرار دینے کے لئے ایک معصوم ماں کی ضرورت ہے، تو مریم کی ماں

[2] پروٹیونجلین (Protevangelion) میں یہ مذکور ہی کہ جب مریم پر حمل کے آثار ظاہر ہوئے تو یوسف نجار پر سردار کاہنوں اور اماموں نے یہ الزام لگایا کہ یہ سب کچہ اُسی کی کرتوت ہی اُسنے تردید کی تو اوسکو وہ پانی پلایا گیا۔ جسکا مفصل ذکر کتاب گنتی باب پنجم میں ہی۔ اس پانی کی تاثیر یوسف پر کچہہ نہ ہوئی اور وہ بری کیا گیا اور بعد ازاں اپنی جورو کو ساتہ لیکر یہوواہ کی حمد و ثنا کرتا ہوا چلا گیا۔

ہیں ان کی صحت پر کسی شخص کو شک نہ تہا۔ ان میں سے موخر الذکر کا مصنف حضرت جیمس تبایا جاتا ہے۔ جو یسوع ناصری کا بہائی تہا۔ غرض ایسی کتابیں بیشمار ہیں جن پر آجتک کیتھولک کا ایمان ہے۔ اور جو ایسے باطل عقائد کی اشاعت کا باعث ہوئیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی کیا ضرورت تہی۔ کہ ان خیالات باطل کی اشاعت ہوئی؟ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ عیسائیت کو کن اقوام کا مقابلہ کرنا تہا۔ اور ان کے کیا عقائد تھے۔ اور وہ کس طرح مغلوب ہو سکتے تھے وہ زمانہ توہمات پرستی کا تہا۔ یونانی اور رومی بت پرست قومیں ہندوستان کے ہندوؤں کی طرح اپنے دیوتاؤں اور اوتاروں کو مانتی تھیں اوڈ (ovid) اور دیگر شاعروں کی کتابوں کو دیکھو ان میں ان کے خداؤں کا مفصل حال ملیگا۔ یہ تمام خدا اور دیوتا اور اوتار خوبصورت نوجوان کنواری عورتوں کے بیٹے تھے۔ جو آسمانی خداؤں سے حاملہ ہوئیں جیوپٹر Jupiter ان کا خدا تہا۔ جو کرشن کیطرح ہر ایک خوبصورت عورت سے ہنسی مخول کرتا۔ اوسکی اولاد اسقدر کثرت سے ہے کہ شمار نہیں ہو سکتا۔ اس نے خوبصورت عورتوں کو بہلانے کے لئے کئی ایک سوانگ بہرے۔ "یوروپا" کے سامنے ایک بیل کی شکل میں آیا اور "لیڈا" کو راج ہنس دکہائی دیا۔ "الکمنی" کو جب کسیطرح دام فریب میں نہ لاسکا۔ تو اوس کے خاوند کی شکل میں آیا۔ سات بیہودہ کا مقابلہ کرو جبکہ مریم کا جادو ایسا چلا کہ اپنا ساتواں حکم بالائے طاق رکھا۔

اس جہالت کے زمانہ میں عقلی دلائل پیش کرنا بہینس کے آگے بین بجانا تہا اس لئے یسوع

بقیہ حاشیہ لہ

اپنا کو بہی تو یہی ضرورت لاحق ہوگی۔ اور اسیطرح سلسلہ آدم و حوا تک چلا جائیگا۔ ایک بوسیدہ اور زنگ خوردہ زنجیر کی آخری دو کڑیاں مضبوط ہیں۔ تو زنجیر پختہ نہیں ہو سکتی اور یہ بالکل ظاہر ہی جو کچھ مریم نے والدہ سے لیا وہ یسوع کو دیا۔ اور یسوع کسیطرح محروم الارث نہیں ہو سکتا۔ یہ عجیب ماجرا ہے کہ جس نے تمام جہان کے گناہ صغیرہ و کبیرہ اپنے سر پر اٹہائے وہ اپنے والدین کے گناہ سے کسطرح معصوم ہو سکتا ہے

کو بہی وہی کچہہ ظاہر کیا گیا۔ جو وہ آسانی سے تسلیم کر سکتی تہی اور یہی وجہ ہی کہ ہم انجیل میں بہی متضاد تعلیم پاتی ہیں اور مشرکانہ بت پرستی کے عقائد توحید کیساتہہ ملا دئے گئے ہیں غیر مذاہب والوں کو مغلوب کرنیکا یہ آسان طریقہ تہا۔ کہ یسوع کو ہر ایک پہلو سے اُن کے خداؤں پر فوقیت ہے خواہ ایسے خیالات کو شائع کرنے والے بہی توہمات پرست اور خوش اعتقاد تھے۔ اسی لئے اِن باطل عقائد کی اشاعت میں کچہہ وقت پیش نہیں آئی۔

یہ زمانہ ہی ایسا تہا۔ کہ دیوتا اور اوتاروں کی عام پرستش ہوتی تہی (دیکہو کارلائل صاحب کی کتاب Heroes and Hero Worship) اور جس طرح آج عیسائی یسوع کو اوتار مانتے ہیں اسی طرح آج بہی ہندوستان میں برہما اور دیگر ممالک میں اوتاروں کی پرستش ہوتی ہی۔ لیکن ہمیں یقین ہے۔ کہ جوں جوں علم کی روشنی پہیلتی جائیگی۔ جہالت کی تاریکی کافور ہوتی جائیگی یہ اوتار اور دیوتا عموماً کنواری عورتوں کے بیٹے تھے۔ جو روح القدس سے حاملہ ہوتیں۔ چین میں "فوہی" ایک کنواری کا بیٹا ہے۔ جو دریا میں غسل کر رہی تہی۔ اوسکا دامن ایک کنول کے پہول سے اُلجہا۔ اور اوس پر حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ فوہی تولد ہُوا۔ اور ایک مذہب کا بانی ہُوا وہ ایک جنگجو سپاہی تہا۔ شریعت بہی ساتہہ لایا تہا۔ سیام اور کمبوڈیا کے درمیان ایک جہیل کے کنارے "پرکودم" ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہُوا۔ جسپر سورج دیوتا نے نگاہ مہر کی اور اوس کی شعاعوں سے حمل ہو گیا۔ اگرچہ معشوقہ آسمان کو چڑھ گئی۔ لیکن بچہ پیچہے رہ گیا۔ ایک جوگی نے اوسکی پرورش کی۔ اور بڑا ہو کر اُسنے معجزات دکہا کر لوگوں کو حیران کر دیا۔ اور حکیم حاذق مشہور ہُوا۔ اسی طرح کوریا میں "آرچُز" پیدا ہُوا۔ ہندوستان میں تو ایسے بیشمار اوتار ہیں۔ جو خدا کی نسل سے ہیں۔ گوتم بدھ کا باپ آدمی نہ تہا۔ بلکہ خود بدولت خود بخود آسمانی تخت چہوڑ کر اپنی ماں "مایا" کے رحم میں آ براجے۔ بالکل اسی طرح یونان میں پلاطوس کی ماں "آپولو" (خدا) سے حاملہ ہوئی۔ چین میں "لب تنگ چنگ سو"

(مقدس ماں) کی عام پرستش ہوتی ہے یہ کنواری عورت تھی۔ اور روح القدس سے حاملہ ہوئی۔ جسوقت کیتھولک مشنری چین میں داخل ہوئے تو چنگ ہو کو دیکھکر حیران رہ گئے۔

ریورنڈ ہسلوپ صاحب لکھتے ہیں کہ "قدیم زمانہ میں بابل کے رہنے والے مقدس ماں اور اُسکے بیٹے کی پرستش کرتے تھے۔ اوسکے بت تھے اور اُسکی گود میں ایک بچہ تھا۔

لیکن عیسائیوں کے عقائد باطلہ کی جنم بھوم سرزمین مصر ہے۔ گبن صاحب کی تاریخ (Decline and fall of Roman Empire ...) کا مطالعہ کرو۔ تو بخوبی سمجھ میں آجائیگا۔ کہ کس طرح عیسائیت نے مصری رسم و رواج اور توہمات پرستی اور دیگر مشرکانہ خیالات کو مصر سے لیا۔ اور کسطرح مختلف عقائد کے فریق پیدا ہو گئے اور کس طرح مذہبی کونسلیں منعقد ہوئیں اور وہ کیا کچھ تحریف کرتی رہیں۔

اس ستارہ کے طلوع ہونے سے ہزارہا سال پیشتر جو مجوسیوں کو بیت اللحم پر دکھائی دیا مصر میں اعجازی پیدائش عام طور پر تسلیم کی گئی تھی۔ بکسر کے مندر کی دیواروں پر پتھریلی تصویروں نے جو شاہ امیونشف ثالث کی ولادت کی یادگار ہیں اس عقدہ کو حل کر دیا ہے۔ ان تصاویر میں لوقا اور متی کے پہلے بابوں کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور جبرئیل اور روح القدس اور کنواری اور اعجازی مولود کا صحیح نقشہ ہے نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ کس طرح روح القدس کا انزال کنواری پر ہوا۔ اور کس طرح بچہ تولد ہوا۔ اور کس طرح تین شخص نذر و نیاز اوسکے حضور پیش کر رہے ہیں۔ یہ اُن تین مجوسیوں کا فوٹو ہے۔ جو اپنی جھولیاں کھول کر سونا۔ لوبان اور مر نذر کرتے ہیں (متی باب ۲۔ آیت ۱۱)

انہی دیواروں پر دیوی آئی سس ([illegible]) اور اُسکے اعجازی مولود ہورس ([illegible]) کی تصویریں ہیں۔ پلوٹارک لکھتا ہے کہ یہ باعصمت دیوی باوجود سورج دیوتا کی ماں کہلانے کے کنواری ہی رہتی۔ آئی سس کو ملکۂ آسمان۔ سمندر کا ستارہ۔ والدہ ارض

والدہ خدا۔ روح کو نجات دینے والی۔ مقدس کنواری کہتے ہیں۔ عیسائی یہ سب خطاب مریم کو دیتے ہیں۔

آئی سیس کا اعجازی بچہ ہورس یسوع کا ہمزاد ہے اور بالخصوص بارہ اور بیس کی عمر میں تو اُسنے وہی کارنمایاں کیئے۔ جنکا تذکرہ مقدس سوانح نگار کرتے ہیں۔ اور پیدائش موت اور پھر مردوں سے جی اُٹھنا بالکل یسوع کیطرح ہیں۔ اُسکی تصویر اُسکی والدہ کی گود میں ہے۔ اُسے نیکدل گڈریا۔ خدا کا بّرا۔ زندہ روٹی۔ زندگی کا دروازہ حق اور حیات کہتے ہیں۔ اور یہی خطاب آخر عیسائیوں نے یسوع کو دئے۔

آئی سیس اور ہورس کی پرستش نہ صرف مصر میں محدود تھی بلکہ روم میں اسکے معبد تھے۔ اور انہی ملکوں میں عیسائیت کی اشاعت آغاز میں ہوئی۔ کسی دیوی یا دیوتا کو اس قدر قبولیت عام حاصل نہوئی۔ جسقدر کہ آئی سیس اور اعجازی مولود ہورس کو۔ مسٹر شارپ اور بونک نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ کہ عیسائی بھی انہی کی پرستش کرتے ہیں۔ صرف نام بدل دیئے ہیں۔

مصر میں آئی سیس کے بُت سیاہ پتھر کے تھے۔ جو صرف اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وہ دیوتاؤں کی والدہ تھی۔ بلکہ اُس تاریکی کو بھی ظاہر کرتی تھی۔ جو روشنی کی پیدائش سے پہلے طاری تھی اور جس سے ہر اک چیز پیدا ہوئی۔ اور یہ کسقدر تعجب کی بات ہے۔ کہ کنواری مریم کی پرانے بُت نہ صرف سیاہ پتھر کے ہیں۔ بلکہ اُن کے خط وخال ہو بہو آئی سیس کے ہیں۔

عیسائیوں کے تیوہار بھی وہی پرانی مشرکانہ یادگاریں ہیں۔ ۲۵ دسمبر ایک ایسی تاریخ ہے۔ جو مشرکین زمانہ ماضی کا نوروز ہے۔ جبکہ منطقۃ البروج کی ورجن[1] افق مشرق پر طلوع

---

[1] ورجن جسکا ترجمہ ہے کنواری ایک برج کا نام ہے ورجن ([illegible]) ایک لاطینی لفظ ورجو ([illegible]) سے مشتق ہے جو بارہ برجوں میں سے ایک برج کا نام ہے اسکی شکل ایک نوجوان عورت کی ہے جس کے پر ہیں۔

کے آثار ظاہر کرتی ہے اور سورج دیوتا ایک نقطہ بلند ہو کر دنیا میں آتے ہیں۔ اور نوزائیدہ سال کی عمر کا پہلا دن نوروز ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے یہی دن ولادت یسوع کی تاریخ انتخاب کی ہے اس دن وہ سب مشرکانہ رسوم ادا ہوتی ہیں۔ جو قدیم زمانہ جہالت میں رائج تھیں صرف "کرسمس" نے نام بدل دیا۔ درحقیقت عیسائیت نے نہ صرف مصری۔ یونانی۔ رومی۔ "تائی۔ تہو۔ لو۔ جی" کو لوٹ کر اپنا مذہبی خزانہ مالامال کیا۔ بلکہ تمام جہان کے مشرکوں اور کافروں کے رسم و رواج کو بھی اپنے ہاں جگہ دی

عیسائی نہائت سادہ دلی سے ان باتوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی کہتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں کنواری اور اُس کے اعجازی مولود کی پرستش یسوع کے حق میں پیشگوئیاں ہیں۔ اگرچہ وہ غیر مذاہب کی کتب مقدسہ کو نہیں مانتے اور اُن کی اوتاروں اور دیوتاؤں کی مخالفت کرتے ہیں۔

کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔ کہ عیسائیت اُسی ندی کی طرح ہے جسکا منبع کسی نامعلوم پہاڑی میں ہے۔ اور جو میدانوں میں بہ رہی ہے اور ہر طرف سے معاون اُسے امداد دے رہے ہیں۔ انمیں اکثر معاون ویسی ہی ندیاں ہیں۔ اور بعض اُس سے

---

[1] Sunday (اتوار) درحقیقت Suns day ہے یعنی سورج دیوتا کا دن نہ کہ Sons day یعنی خدا کے بیٹے کا دن۔

[2] یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اُس زمانہ جہالت میں جو شخص عیسائیت قبول کرتا تھا۔ وہ اپنے آبائی مذہب کی رسوم کو ترک نہ کرتا تھا جیسا کہ عام دستور ہے۔ اور ہوتے ہوتے یہی رسم و رواج رہ گئیں اور جزو مذہب ہو گئیں۔

یسوع کی تاریخ ولادت کسی عیسائی کو معلوم نہیں مختلف زمانوں میں مختلف فرقوں نے مختلف تاریخیں انتخاب کیں۔ ۲۰۔ ۲۵ مئی یا اپریل "بیسی لیڈی" نے مقرر کی۔ لیکن مشرقی چرچ نے ۶ جنوری ہی رکھی۔ "سینٹ کری سوسٹم" نے سنہ ۳۸۶ء میں انطاکیہ میں لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ ابھی دس سال بھی نہیں ہوئے۔ کہ ۲۵ دسمبر کا دن تاریخ ولادت یسوع انتخاب ہوا ہے"

بڑی ہیں۔ یہ سب مل کر ایک دریا کی صورت اختیار کرتی ہیں۔ نام تو پہلا ہی برقرار رہا ہے۔ لیکن فی الحقیقت صورت کچھ اور ہی ہوگئی ہے۔ اُس ندی کو اس عظیم الشان دریا سے کچھ نسبت نہیں۔ جس کی سطح پر جہاز چلتے ہیں۔ جس کے کناروں پر عالیشان شہر آباد ہیں۔ یہی حال عیسائیت کا ہے۔ یہ ایک ندی تھی نہ معلوم جلیل کی جھیل یا دریائے یردن میں اس کا منبع ہے۔ یا کیولری پہاڑی پر سرچشمہ ہے صدہا سال سے بہ رہی ہے۔ اور ایک طرف دریائے نیل اور دوسری طرف دریائے ٹائیبر کے پانی اور اس طرف گنگا وجمنا نے اِسے ایک دریائے ذخار بنا دیا ہے مصری "مائی ہولوجی" یونانی فلسفہ رومی عقائد باطل ہندوستان اور برہما اور چین کی بُت پرستی کا مجموعہ عیسائیت ہے۔ روح القدس کا طلوع مجوسیوں کی ستاروں میں ہوتا ہے۔ تناسخ نے عیسائیت میں حلول کیا ہے کہ ایک روح کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ کبوتر۔ فاختہ۔ زبان آتشیں عجب بولیاں بولتی ہے۔ جس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا کی زبانیں عیسائیت کے منہ میں ہیں۔ یہوداہ راجہ اندر سے کم نہیں اور "جیو پیٹر" کا دوسرا نام ہے۔ کنواری آئی سیس کسی طرح تمام عمر کنواری ہی رہی۔ حاملہ ہوکر اور وضع حمل کے بعد بھی کنواری ہے شموع۔ یوسیس۔ یہوداہ۔ یعقوب کی ولادت کے بعد بھی کنواری ہے۔ یہ اولاد کس طرح پیدا ہوتی رہی۔ یا اوسپر تیسری عمل جراحی ہوتا رہا۔ یوسف نجار تو برائے نام خاوند تھا۔ بیچارہ بڑھئی کا ماتھا تو پہلے ہی ٹھنکا تھا۔ اور دل کو سمجھاتا تھا کہ

غالب ایسے خوبرویوں کیلئے
چاہنے والا بھی اچھا چاہئے

روح القدس کی نظر عنایت ہے۔ تو تو کس طرح منظور ہو سکتا ہے مگر حضرت "جیو پیٹر"

سنے اپنی بدنامی کے خوف سے ایسا بتا بتایا کہ غریب بڑھئی اُسے اپنے گھر لے آیا۔ پھر کیا تھا۔ خاوند و زوجہ دونوں روح القدس سے معمور رہنے لگے۔ اور اس لئے کنواری ہمیشہ کے لئے کنواری رہی مگر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یوسف تمام عمر مجرد رہا۔ ضرور رہا۔ اور ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ یعقوب سا بیٹا روح القدس کی عنائت ہے اور یوسف کا اطمینان حسب یقیں ہو گیا ہوگا۔

یسوع کا حال عجیب ہے پیدائش کے واقعات ہم لکھ چکے ہیں۔ باقی حالات معجزات و وفات دوسرے حصہ میں لکھینگے +

تمّت

تاریخ انطباع از رشحاتِ خامہ جناب منشی فیروز الدین احمد صاحب فیروز امرتسری

یہ کتابِ گرامی کہ اندریں اوان
مرتب آمدہ از سعیِ فاضلِ دوراں
دقیقہ سنج و سخن گستر نکات اندیش
کہ ہست معنی او قالبِ سخن را جاں
بہ ختم دعیں و الف شد نہاں چو بو در گل
ازانکہ مغز نباشد بہ رنگِ پوست عیاں
اثامِ بخشش آنچناں اشارت کرد
کزاں زبام بیفتاد طشتِ کج فہماں
نمود آئنہ ز انساں کزو نمایاں شد
بہ **امہات** حریفاں ہزار گونہ زیاں
نرود ظلمتِ جہل از فروغ حکمت و عقل
ضمیرِ اوست بلاریب مہرِ نور افشاں
مسیح نیست اگر مورد گناہ نسب
بآدم است ہماں رتبہ بلکہ بیش ازاں
چناں دلائلِ قطعی بروئے کار آورد
کہ اندرو نبود مدخلِ چنیں و چناں
دل من از سر ادراک گفت۔ نسخۂ خوب
چو التفات نمودم بہ [illegible] آں
۱۳۲۴

کتبخانہ اسلامیہ امرتسر کی چند قابل دید کتابیں

بشارت فاطمہ :- ایک عدیم النظیر دلچسپ مذہبی ناول ہے جس میں ایک عیسائی لیڈی کے مشرف باسلام ہونے کی تفصیلی کیفیت اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ شروع کر دیجئے پھر ختم کئے بدون کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہیگا قیمت ۴ر

ارمانوسہ :- ایک نہائت دلچسپ درد انگیز اور حیرت ناک تاریخی عربی ناول کا ترجمہ جس میں عشق وحسن کے فرضی افسانے نہیں بلکہ سچے واقعات اور اسلامی عظمت وجبروت کے عدیم المثال کارنامے اس خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ جس کا اندازہ بغیر پڑھے غیر ممکن ہے قیمت عا ر

عربی بول چال حصہ اول :- میں ابتدائی آن سبقوں کے مفردات لکھ کر پھر اُن سے کثیر الاستعمال جملے مرتب کئے ہیں۔ اور ہر جملہ کے مقابل اُسکا بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا ہے بول چال کے علاوہ اس میں دو خصوصیتیں اور ہیں (۱) مصر وشام کے علماء اور تاجروں کے خطوط (۲) بارہ سو لفظوں کی فرہنگ مع ترجمہ اردو و انگریزی قیمت ۸ر

ایضاً حصہ دوم میں ضرب الامثال نوادر۔ مرادفات۔ اضداد۔ اسمائے مشتقہ۔ جملوں کی ترکیب۔ عربی اخبارات کے مطالب عربی کے ذریعے ادا کرنا۔ مختلف عبارتوں کو بہ تغیر وتبدل لکھنے کا طریق مع ترجمہ درج ہے اسکے علاوہ مضامین ذیل شامل ہیں (۱) مصر وشام کی اخبارات کے انتخاب (۲) ایکہزار الفاظ جدیدہ کی فرہنگ مع ترجمہ اردو سنہ ۱۹۲۰ء میں باراول طبع ہوئی۔ قیمت فی جلد ۸ر

المشتہر مینیجر کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

کتاب الروح کا اردو ترجمہ

یہ کتاب ایک مصری فلاسفر کی نہائت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے اس میں روح انسانی کے متعلق اس قدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو ہزارہا روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور محققین اسلام کے بحث مباحثے اپر فاضل مصنف کا زبردست محاکمہ دیکھنے کے لائق ہے اس کے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ واقعی اس قسم کی کوئی جامع کتاب اردو زبان میں آجتک طبع نہیں ہوئی۔ اس میں بہت سے ایسے مضامین بھی آگئے ہیں۔ جن کو آپ کے کانوں نے بھی نہیں سنا ہوگا۔ صفحات ۲۴۸ قیمت صرف عمر

مباحثہ گوشت خوری

اس میں گوشت کو انسانی خوراک نہائت زبردست دلائل کے ساتھہ ثابت کیا گیا ہے قیمت ۵ر

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ

یہ کتاب امام المتقین شیخ عبدالوہاب شعرانی کی عدیم المثال تصنیف ہی اس میں اولیاء اللہ کے مقامات۔ علامات کا مفصل بیان ہی۔ اس میں بالتفصیل دکھایا گیا ہی۔ کہ طالب صادق کس طرح انوار الٰہی کا مشاہدہ اپنے قلب کا تزکیہ کر سکتا ہے چونکہ اس پر آشوب زمانہ میں مرشد کامل کا ملنا عنقا صفت ہو گیا ہی لہذا طلب محبوب کیلئے اس سے عمدہ اور کوئی سچا راہنما نہیں ملسکتا۔ صفحات ۱۲۰ قیمت ۱۰ر

الہام ویدانندی:۔ اسمیں سوامی دیانند کی شرائط الہام کے مطابق وید منتروں سے وید کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

حدوث مادہ۔ بدلائل ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے قیمت ۲ر

فتوح الغیب اردو۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصوف میں بےنظیر ہے قیمت ۲ر

خیر کثیر:۔ محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت بےنظیر ہے قیمت عمر

تاریخ اسلام

قیمت (عمر)

اس میں حضرت آدم سے لیکر آجتک جسقدر اولوالعزم انبیاء و رسل اور شاہان اسلام دنیا پر ہوئے یا موجود ہیں۔ ان کے مفصل حالات اس میں درج کئے گئے ہیں۔

المشتہر:۔ مینیجر کتب خانہ اسلامیہ امرتسر۔

اخبار ضیاء الاسلام امرتسر

بالفعل یہ اخبار پندرہ روزہ دفتر کتب خانہ اسلامیہ امرتسر سے شائع ہوتا ہے قرآن کریم کی تعلیم کے حقائق اور اسلام کے مقدس اصولوں کے معارف کی اشاعت اسکا مقصد اعلیٰ ہی مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے جواب دینا اور ان کے مسلمہ اصولوں پر الہامی کتابوں پر جواب طلب اعتراض کرنا اس کا مسلمہ فرض ہی۔ آریوں کی تردید اور وید کی تعلیم کی قباحتیں بالالتزام شائع ہوتی ہیں مسلمانوں میں یگانگت اور یک جہتی کا بیج بونا۔ حرفت وصنعت کا رواج دینا۔ اسلام کی اشاعت کرنا۔ دُنیا کے مسلمانوں کے چیدہ واقعات کا شائع کرنا وغیرہ اس کے اصولوں میں داخل ہے:- **قیمت سالانہ پیشگی عہ ۱۲**

حدوث مادہ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مادہ کے اجزاء قدیم اور غیر مخلوق نہیں ہو سکتے۔ اور چند حکماء اور مذاہب کے خیالات کا ذکر کیا ہی اور اسلام کا عقیدہ اس کی بابت بتلایا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

المشتہر

منیجر کتب خانہ اسلامیہ
اخبار ضیاء الاسلام
امرتسر پنجاب

حقیقتِ وید :- منشی لیکھرام کے قرآن کا فوٹو اور سوری پرشاد جی کی قرآن کی حقیقت کا الزامی جواب ہے۔ قیمت ۱ر

آخری درج شده تاریخ پر یه کتاب مستعار
لی گئی تھی مقرره مدت سے زیاده رکھنے کی
صورت میں ایك آنه یومیه دیرانه لیا جائے گا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقا، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ، گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلبا میں رجسٹر شدہ دو کتابیں بی۔ اے اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب تاوان لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں گھر جاری کی جا سکینگی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکینگی۔ فقط